بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

امین مشیگی للعہ

چگونم باتو گرائی چہ در قادیان مبنی | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰ | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان

جلد ۷ | مورخہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ ہجری علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۵ جون ۱۹۰۸ء | نمبر ۲۵

سارے جہان سے اچھا دارالامان ہمارا | ایڈیٹر و مینجر محمد صادق عفی عنہ | دارالامان ہمارا جنت نشان ہمارا

بروز جمعرات

ایک نئی قابل دید کتاب

معیار الصادقین

یہ کتاب قاضی اکمل آف گولیکی نے لکھی ہے اسمین ایسے سات اصول بتائے ہوگئے ہیں جن کے زیر نظر رکھنے سے مامورین اللہ کی شناخت مین بہت کچھ مدد مل سکتی ہے اور اسی ضمن مین وفات مسیح اور مسیح موعودؑ کے دعاوی کا ثبوت قرآن مجید سے دیا گیا ہے ۔ اور مخالف علمار کے عقاید کو انہی کی کتابون سے ایسے طرز مین لکھا ہے کہ ایک دوسرے کے متناقض ثابت ہوکر اپنی تردید آپ کر رہے ہین پھر بتایا ہے کہ کامیاب زندگی کیونکر حاصل ہوسکتی ہے اور حضرت مرزا صاحب کی تعلیم اور ان کا مابہ الامتیاز دیگر علمار سے پیش کیا ہے غرض کہ آجکل کے علمی مذاق رکھنے والے منصف مزاج لوگون کے لئے یہ رسالہ نہایت ہی مفید ثابت ہوگا ۔ ۲۰ پونڈ کے عمدہ کاغذ پر قریباً ۷۰ صفحہ ۲۶×۲۰ حجم ہے ۔ باوجود خرچ کثیرہ کے قیمت صرف ۳ر رکھی گئی ہے ۔

دفتر بدر قادیان سے طلب کیجائے

خلیفۃ المسیح کا تازہ خط

ہر ایک کامل انسان ہمیشہ اعتراضوں کا نشانہ بنا ہے۔ آدم علیہ السلام کو شیطان ہی نے نہیں بلکہ الملائکہ نے بھی مفسد اور سفاک کہا۔ موسیٰ علیہ السلام کے موذیوں کا تذکرہ توریت ہی میں نہیں بلکہ قرآن کریم میں بھی ارشاد ہوا

ولا تکونوا کالذین آذوا موسیٰ فبراہ اللہ
مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا۔

اللہ ایذا۔ تبریہ۔ قول الاعدا اور ان سے عند اللہ وجیہہ ہونے کا ذکر فرمایا۔

مسیح علیہ السلام کو جو کہا گیا۔ وہ تو لھم علیٰ مریم بھتانا سے بیان کو سکر زیادہ کیا لکھوں۔ ہمارے سرکار حضرت خاتم النبیین رسول رب العالمین۔ کی نسبت جو کچھ یورپ و امریکہ و ایشیا افریقہ اور ہندوستان سے لاہز اور اس کے باشیوں نے کہا اگر اس ناپاک کاغذ کا انبار بن جاتا تو کنچن جنگا سے کیا کم اونچا ہوتا۔ فلیت ھذہ باول نادرۃ کسرت فی ایامنا

مرزا صاحب مغفور کے مقابلے آپ کی زند[گی] میں مخالفوں نے ناخنوں تک زور لگایا اور آپ کامیاب ہو گئے اور ہم لوگوں کے سامنے ہزاروں [ا]ن کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور ہم نے مشاہدہ کیں۔ جن پیشگوئیوں پر ان کا اعتراض ہے اگر وہ پوری ہو جاتیں تو کیا مخالف مان لیتے۔ والتجربۃ تشھد علیٰ ما نشھد۔

بہرحال کچھ لکھو۔ میں اپنے حل خیال کے ایک دو سوالات کے متعلق ظاہر کرتا ہوں جو آپنے لکھے ہیں کہ لوگ کرتے ہیں۔

اوّل یہ کہ توسیع مدت حیات پر لوگ اعتراض کرتے ہیں۔

جناب من! سنہ تولد کا پتہ لگانا اس ملک خاص کر ہمارے جلیسو گاؤں میں آیا مشکل امر تھا یا کہ نہیں کسی وقت بے ریب مسلمانوں کو بھی یہ فخر حاصل تھا کہ ان کی تاریخوں اور ڈیا گرا فیوں میں ہمارے اسلاف کا سنہ تولد اور سنہ وفات کیسا مفصل درج ہوتا رہا ہے مگر پنجاب پر تو سکھوں کے عہد میں وہ افرا تفری گذری ہے۔ یوما تجری دیونا بالعراق یہاں سے وہاں وہاں سے وہاں بھاگتے پھرتے رہے حضرت امام نے اس نظارہ کو جو آپ کے خاندان پر گذرا ہے بہت ہی دردناک پیرایہ میں بیان فرمایا ہے دیکھو

تحریر ہی ہمکو پتہ لگا ہے جیسے مرزا سلطان احمد افسر مال فرزند اکبر حضرت مرزا نے بھی بیان کیا ہے کہ مرزا جی ۱۸۳۶ء و ۱۸۳۷ء میں پیدا ہوئے پس اس صورت میں شمسی حساب سے ۷۲-۷۳ اور قمری حساب سے ۷۴-۷۵ برس حضرت امام کی عمر ہوتی ہے۔ اب میں نصرت الحق ضمیمہ براہین احمدیہ (یہ کتاب حضرت امام کی تصنیف ہے) کے صفحہ ۹۷ و سطر ۱۶ کو ۲۰ اور جو الفاظ وحی کے وعدے کے متعلق ہیں وہ تو جو ۷۴ اور ۸۶ برس کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں پیش کرتا ہوں اور اس واقعی بیان کے بعد میرے نزدیک کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا اصل وحی الٰہی کا اسمین ذکر ہے باقی صرف خیال ہے۔

ہاں یہ امر بھی عرض کر دینے کے قابل ہے کہ کچہریوں اور عام تمسکات میں تحریروں میں علی العموم عمر کے متعلق تخمینے سے کام لیا جاتا ہے موقعہ پر جو یقین یا تخمینے یا ظن غالب ہوتا ہے وہی لکھوایا جاتا ہے میرا خیال ہے اس واسطے عمر کے متعلق دروغ حلفی کے مقدمات سننے میں نہیں آتے پھر اگر حضرت نے کہیں اس رنگ میں عمر کے متعلق مختلف الفاظ بیان کئے ہوں تو صریح وحی کا لفظ وہاں استعمال نہیں فرمایا۔ نکاح والی پیشگوئی پر حقیقۃ الوحی میں ۳۸۷ و ۳۸۸ میں حضرت امام خود ارقام فرماتے ہیں۔ کہ اس پیشگوئی میں ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک (حاشیہ) موجود ہے۔ پس احمد بیگ جب میعاد کے اندر مرگیا تو پس ماندے گھبرائے اور بعض کے خط عجز و نیاز کے بھرے ہوئے آئے جو اب تک موجود ہیں تو خدا تعالیٰ نے اپنی شرط پوری کرنے کیلئے اس پیشگوئی میں تاخیر ڈالدی پھر لکھا ہے کہ یہ مخالف احمد بیگ کے داماد کا ذکر کرتے ہیں مگر احمد بیگ کے وقت پر مرنے کا ذکر نہیں کرتے۔ ۳۸۸۔ وعید کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا بموجب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے ضروری نہیں کیونکہ وہ کسی بلا کے نازل ہونیکی خبر دیتی ہیں اور بہ اتفاق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کے ہر ایک بلا۔ صدقہ اور خیرات اور دعا اور تضرع وزاری سے رد ہو سکتی ہے ۳۸۹ حقیقۃ الوحی۔ پھر اس کا بسط سے ذکر کرتے لکھا ہے کہ وعید کی پیشگوئیاں بھی ایک بلا ہوتی ہیں اور جس طرح بلا کا واقع ہونا ممکن ہے اس کا دور ہونا بھی ممکن ہے۔ تتمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۳۲ میں فرمایا ہے کہ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو (توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک) پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا کیا آپکو خبر نہیں کہ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت الیٰ تتمہ حقیقۃ الوحی۔ ۱۳۲ اس کے علاوہ ڈاکٹر عبد الحکیم اور مولوی ثناء اللہ کے اعتراضات میں میعاد

بیان ایک قاعدے کے رنگ پر یہ مضمون لکھا ہے جو طبع ہو گیا ہے ریویو اور علیحدہ بھی شائع ہوا ہے۔ میں مفصل لکھتا۔ مگر کثرت ڈاک کے باعث اسی قدر اکتفا کرتا ہوں۔ (یار زندہ صحبت باقی)

پیغام صلح

۲۱ جون کو ۷ بجے صبح برادرم خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیفکورٹ پنجاب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لکچر کئی ہزار آدمیوں کے مجمع میں سنایا حاضرین کافی اثر لیکر گئے۔ لیکچر کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے پس جیسا اسکی جسمانی تربیت عام ہے ایسے ہی روحانی تربیت بھی کسی خاص قوم یا زمانے یا مکان کیلئے محدود نہیں بلکہ اس نے ہر قوم میں نبی بھیجے اور ہر زمانے میں بھیجتا رہا اور بھیجتا رہیگا (۲) اتفاق بڑی مبارک چیز ہے اگر ایک ہندو کسی مسلمان کو دکھ پہنچاتا ہے تو اوس کے یہ معنی ہیں۔ کہ جس شاخ پر وہ بیٹھا ہے اُسی کو کاٹتا ہے (۳) جزوی اختلاف معمولی بات ہے باقی بڑے بڑے اختلاف مٹنے چاہئیں اور اسمیں کچھ مشکل نہیں کیونکہ اسلام کی تعلیم ہندو مذہب میں بھی پائی جاتی ہے ہم لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ الہام کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ ہندوؤں میں بھی اوتار پیدا ہوتے رہے اور انہیں لوگ قبول کرتے رہے چنانچہ سری کرشن پھر بابا نانک بھی یہ پیغام دینے کیلئے مامور ہوئے کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ (۴) اصل بات یہ ہے کہ چونکہ ذرائع میل وجول بند تھے اسلئے ایک قوم کو دوسری قوم کے نبی کا پتہ نہ لگا اور پھر جب امتداد زمانہ سے تعلیم میں فرق دیکھا تو سرکے سے دوسرے نبی ہی کے منکر ہو گئے ہر مذہب میں سہواً یا عمداً اس کے پیرؤں کیطرف سے کچھ غلطیاں پڑ جاتی ہیں جو آخر میں جزو مذہب بنجاتی ہیں۔ بدہ نے یہی سمجھانیکی کوشش کی کہ صرف ویدہی الہامی کتاب نہیں بلکہ اور بھی ہیں اسلئے اسکو دہریہ کہا گیا جس طرح یورپ میں جو عیسیٰ کو خدا نہ مانے اُسے پادری دہریہ کہتے ہیں (۵) صلح نہیں ہو سکتی جبتک اصل وجہ اختلاف کو دور نہ کیا جاوے وہ پولٹیکل اختلاف نہیں بلکہ مذہبی اختلاف ہے اور وہ یہ کہ ہمارے مقدس نبی کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ (۶) وید میں شرک کی تعلیم ہے مختلف ہندوؤں کا مشرک ہونا اسپر شاہد ہے اور پھر نیوگ کے حکم کو بھی اسی سے منسوب کیا جاتا ہے باایں ہمہ وید کو خدا کیطرف سے مانتے ہیں پس آپ لوگ قرآن مجید کو کیوں خدا کیطرف سے نہ مانیں جسمیں سراپا توحید کی تعلیم ہے اور تازہ نشانوں کے ساتھ اس بات کی گواہی موجود ہے کہ وہ خدا کیطرف سے ہے۔ (۷) اگر ہندو صاحبان ہم سے صفائی کرنا چاہتے ہیں تو یہ لکھدیں کہ ہم حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ کی رسالت اور نبوت پر ایمان لاتے ہیں اور آپکو سچا نبی مانتے ہیں اور آئندہ آپکو ادب و تعظیم کے ساتھ یاد کرینگے ہم بھی لکھدیتے ہیں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہونگے

البلاغ المبین

۱۷ مئی سنہ۱۹۰۸ء کا وجد انگیز نظارہ آخر دم تک مجھے یاد رہیگا۔ جب خدا کے ہاتھوں سے معطر کیا ہوا مسیح گیارہ بجے معزز رؤسا و امراء لاہور کے سامنے ایک تقریر فرما رہا تھا تقریر کیا تھی معرفت کا ایک سمندر تھا جو اپنے پورے جوش میں تھا۔ عرفان کا ایک بادل تھا۔ جو ابر رحمت بنکر ابر برسا وہ ایک آخری پیغام تھا۔ جو دار الخلافہ میں اس عز الخلافت نے اپنے قادر و توانا مالک الملکوت سلطان الجبروت کیطرف سے پہونچایا۔ بارہ بج گئے اور آپنے فرمایا۔ کھانے کا وقت گذر جاتا ہے۔ چاہو تو میں اپنی تقریر بند کردوں مگر سب نے یہی کہا کہ یہ کھانا تو ہم روز کھاتے ہیں ہمیں روحانی غذا کی ضرورت ہے چنانچہ تقریر ایک بجے ختم ہوئی اللہ تعالےٰ خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر چیفکورٹ کی مساعی جمیلہ کو مشکور کریں جنہوں نے اپنے دوستوں کے لئے حضور سے نیاز حاصل کرنے اور ان کے کلمات طیبات سننے کا یہ موقعہ دعوت کے رنگ میں نکال دیا۔

اللہ تعالیٰ کا شکریہ مجھے اسوقت اس بات کا اظہار مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تین قسم کا شکر کرنا چاہیئے سو سب سے مقدم اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں ہر ایک پہلو سے امن بخشا ہے اور صحت و تندرستی بخشی ہے اور ہر طرح کے اسباب ہمارے لئے اشاعت دین کے مہیا کئے ہیں اور درحقیقت سچ بات تو یہ ہے کہ اگر ہم اسکی نعمتوں کا شمار کرنا چاہیں تو بسقدر یہ نعمتیں جسمانی روحانی حالت پر محیط ہو رہی ہیں وہ گنی نہیں جا سکتیں۔ وان تعدوا نعمة اللہ لا تحصوھا۔ جیسا کہ اس نے سورہ فاتحہ میں خود فرمایا۔ کہ میں رب العالمین۔ رحمٰن۔ رحیم ہوں اور حقیقت میں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ اس دنیا کا بقا اور ہماری آسودگی انہی صفات کے ساتھ ہے اگر وہ ذات پاک رحمانیت کو استعمال میں نہ لائے تو دنیا تباہ ہو جائے رحمٰن کے معنے خدا کے کلام سے یہ ثابت ہوتے ہیں۔ کہ جو بغیر کسی عوض کے اور سوا کسی عمل کے رحمت کرتا اور اسباب مہیا کر دیتا ہے۔ مثلاً دیکھو خدا نے جب یہ نظام بنا رکھا ہے سورج ہے چاند ہے۔ اناج ہے پانی ہے ہوا ہے ہمارے امراض کے دفعیہ کے لئے قسم قسم کی بوٹیاں ہیں اب کوئی بتلا سکتا ہے کہ یہ اس کے کس عمل کا اجر ہیں ہر ایک شخص جو عمیق فکر کرے اس پر خدا کا رحمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ انسان کی زندگی و آسودگی کے لئے جو کچھ چاہیئے تھا وہ اس کے پیدا ہونے سے پہلے مہیا کیا۔ جو کچھ آسمان میں ہے اور زمین میں اور پھر جو کچھ ہمارے وجود میں پایا جاتا ہے یہ سب اس کی رحمانیت کا نتیجہ ہیں۔ کیونکہ جب ہم ماں کے پیٹ میں تھے۔ اس وقت جو کچھ اس کے انعام تھے وہ کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہو سکتے۔ تناسخ کا مسئلہ یہیں سے رد ہو جاتا ہے۔ مگر میں اسے چھیڑنا نہیں چاہتا غرض خدا کی بے شمار نعمتیں ہیں جن کو کسی ترازو میں تول نہیں سکتے ضروری طور سے ماننا پڑتا ہے۔ کہ خدا رحمان ہے۔ ہمارے اس ملک میں بہت قسم کے فرقے ہیں کہ جو کچھ انسان کو عطا کیا گیا وہ کسی گذشتہ کرم کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ سچ بات یہ ہے کہ جو کچھ ہے۔ یہ خدا کے فضل اور اس کی رحمانیت سے مہیا ہے کوئی دعوے نہیں کر سکتا کہ میرے اعمال کا عوض ہے خدا نے اسی سورہ فاتحہ میں فرمایا کہ وہ رحیم ہے۔ یعنے کوششوں پر نیک نتیجہ مرتب کرتا ہے۔ مثلاً ایک کسان کاشتکاری کرتا ہے آبپاشی کرتا ہے اب عادت اللہ جاری ہے۔ وہ کسی کی کوشش کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ایک دانے کے عوض کئی دانے دیتا ہے۔ کسی پوشیدہ حکمت یا کاشتکار کی بدعملی کی وجہ سے فصل برباد ہو جانے۔ تو یہ علیحدہ بات ہے۔ یہ شاذ و نادر کالمعدوم کا حکم رکھتی ہے اسی طرح پر خدا کا نام رب العالمین ہے۔ رب کے معنے پرورش کرنے والے کے ہیں۔ عالم روحانی و جسمانی کی دونو پرورش کرتا ہے۔ اگر اس نے ایسے قوی انسان میں نہ رکھے ہوتے۔ تو انسان ان انعامات سے کہاں متمتع ہو سکتا۔ ایسا ہی روحانی ترقی بغیر اس کے فضل کے ناممکن ہے۔ پھر فرمایا کہ میں مالک یوم الدین ہوں جزا و سزا دنیا اسی کے اختیار میں ہے اسی عالم سے جزا و سزا کا معاملہ شروع ہو جاتا ہے۔ جو نقب زنی کرتا ہے شاید ایک دفعہ نہیں تو دوسری دفعہ دوسری دفعہ نہیں تو تیسری دفعہ ضرور پکڑا جاتا ہے یا کسی اور رنگ میں اسے سزا مل جاتی ہے (یہ سزا کیا کم ہے کہ چور دولت کے لئے چوری کرتا ہے اور پھر بھی ہمیشہ مفلس اور غریب ذلیل رہتا ہے) ہم نے اس عالم میں خوب غور کر کے دیکھ لیا کہ جو سرگرمی سے نیکی کرتا ہے تو نیک نتیجہ پانے سے خالی نہیں رہتا اور جو بدی کرتا ہے ضرور بد نتیجہ بھگت لیتا ہے دیکھو جو زنا کرتے ہیں ان کو آتشک ہو جاتی ہے۔ شراب پینے والوں کو رعشہ ہو جاتا ہے۔ کسی کی انتڑیوں میں پھوڑے نکل آتے ہیں۔ الغرض خدا کے اس قدر احسان ہیں کہ کس کی طاقت ہے جو ان احسانوں کو شمار کر سکے انسان جس قدر قوی لے کر آیا ہے وہ کس کا عطیہ ہیں۔ انسان اگر سوچ کر دیکھے تو سب قوی اللہ کے زیر قدرت ہیں چاہے تو ایک دم میں قلب کی حرکت موقوف ہو جائے اور انسان فوراً ہلاک ہو جائے مگر تھوڑے ہیں کو کس کا ملاحظہ رہتا ہے۔ دنیا کی محبت میں سب گرفتار ہیں آخرت کی فکر کم لوگوں کو رہتی ہے میں کہتا ہوں کہ اگر ایسے لوگوں کو اللہ کیطرف سے پروانہ آ جائے تمہارے لئے بہشت طیار ہے۔ چاہو تو دنیا کی نعمتوں میں رہو اور چاہو تو بہشت کی بے مثل نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ تو وہ سب لوگ دنیا کو قبول کریں۔ یہ دنیا پرستی کا نتیجہ ہے حالانکہ اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا فانی ہے کئی دوست گذر جاتے ہیں۔ دشمن۔ عزیز۔ بھائی۔ لڑکے بیوی سب آخرکار ایک دن جدا ہوں گے اور کئی لوگ جدا ہو چکے اگر کوئی غور کرنیوالا ہو۔ تو دنیا فانی ہونے کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جائے پھر سوچ کر میں وہ کوششیں جو دنیا کے لئے کر رہا ہوں کیا وہ اعتدال سے ہیں آج تک اگر دنیا میں کوشش ہوتی رہی ہے مگر مقررہ وقت موت سے باز رکھنا ناممکن ہے بعض لوگ شاید ہماری تقریر کو ہنسی میں ٹال دیں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ انسان غلطی پر ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ زراعت نہ کرو۔ تجارت نہ کرو۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ اس دنیا کی محبت میں خدا سے منہ پھیر لینا اچھا نہیں۔ ابتداء میں پیدا کرنیوالا ہی وہی ہے۔ اور آخر بھی اسی سے واسطہ پڑتا ہے تو پھر کیونکر انسان کے لئے اس سے غافل ہونا نتیجہ خیز ہو سکتا ہے غرض خدا تعالےٰ کے احسانات شمار و انداز سے باہر ہیں شکر اس کو کہتے ہیں کہ انسان خدا کے آگے سچے دل سے اقرار کرے کہ تیری ہی رحمتیں اور تیرے ہی فضل ہیں اور پھر عملی رنگ میں اس کی اطاعت و عبادت سے اظہار شکر کرے

شکریہ گورنمنٹ دوسرے شکر گورنمنٹ کا۔

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ہم ظاہرداری سے یہ کہتے ہیں بلکہ یہ بات ہمارے اصول میں داخل ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کا شکر کرتے رہیں۔ سکھوں کا زمانہ جنہوں نے دیکھا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ ہم لوگوں کے باپ دادا کی کیا حالت تھی اور احکام اسلام تو یک طرف کوئی باآواز بلند اذان نہیں دے سکتا تھا اگر کوئی دیتا تو مجرم قرار دیا جاتا پھر کوئی حلال شئے استعمال کرے تو وہ بھی مجرم۔ اب آزادی اس قدر ہے کہ ہر ایک مسلمان اپنے مذہبی فریض بڑی آزادی سے ادا کر سکتا ہے۔ روزے رکھو نمازیں پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ کوئی مانع نہیں جس قدر چاہو علوم دینی کو حاصل کرو۔ مخالفوں کو جواب دو۔ کوئی تمہیں منع نہیں کرتا ابھی حال میں فنانشل کمشنر صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ تو اوس نے کہا کہ کیسی آزادی ہے کہ عیسائیوں کے خلاف مذہبی طور سے کچھ کہنا یا لکھنا روکا نہیں گیا بس اگر کوئی مسلمان اس گورنمنٹ سے نافرمانی کریگا تو وہ میرے نزدیک خدا تعالیٰ کا گنہگار ہے۔ حدیث صحیح ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ خدا کا سچا شکر گذار وہی ہے جو پہلے انسان کا شکر گذار ہے۔ جب گورنمنٹ کے خلاف ہوا یعنی اپنے لیک محسن کے تو پھر اس سے بھی کسی دن پھر جائیگا۔ بالخصوص ہم تو اس گورنمنٹ کے احسان کو دل سے محسوس کرتے ہیں دیکھو میں نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں اور عیسائیوں کے خلاف بہت لیکن گورنمنٹ نے برا نہیں منایا۔ یہ اسی لئے کہ مذہبی آزادی دے رکھی ہے بلکہ قدردانی کا یہ حال ہے۔ کہ ہماری کتابوں کے بعض نسخے بذریعہ تار لندن منگوائے گئے میں کہتا ہوں کہ اگر یہ گورنمنٹ نہ ہو تو ایک دوسرے کو چیر کھاویں۔ اسلامی بادشاہوں نے کیا کچھ کیا اور یہ انگریز نیک نیتی سے انصاف کرتے ہیں کسی کو دانستہ پکڑتے نہیں مجھے یاد ہے کہ ایک جنٹلمین پادری نے مجھ پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا۔ اس میں ایک مسلمان مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے بھی گواہی دی۔ مگر ڈگلس ڈپٹی کمشنر نے اس مقدمہ میں خوب چھان بین کی۔ آخر وہی عبد الحمید خود بول اٹھا۔ کہ مجھے پادریوں نے سکھایا۔ اس پر اس صاحب نے مجھے کہا کہ آپکو مبارک ہو آپ بری ہو گئے۔ اگر ان لوگوں کے دلوں میں مسلمانوں کی نسبت کچھ بدنیتی ہوتی۔ تو کبھی میری مدد نہ کرتے۔ اگر کسی مسلمان بھائی کی یا ہندو کی عدالت میں یہ مقدمہ ہوتا۔ تب مجھے وہ کبھی نہ چھوڑتا۔ انسان جس قدر

انصاف اختیار کرتا ہے اوسی قدر روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور اس پر حق بات منکشف ہو جاتی ہے۔ باقی یہ کہنا کہ ہمیں ہم سے نہیں ملتے۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ جبتک آسمان پر کوئی بات مقرر نہیں ہوتی۔ زمین پر نہیں آتی۔

شکریہ ناظرین تیسرا شکر آپ سب صاحبوں کا ہے۔ جنہوں نے تشریف آوری کی تکلیف گوارا کی خدا کرے جس طرح جسمانی طور سے باہم ملاقات ہوئی۔ روحانی طور سے بھی ہمارے دل مل جاویں۔ جسمانی ملاقات تو کچھ چیز نہیں زبان سے کوئی فتح نہیں ہوتی۔ دلوں کے فتح کرنے والا تو دل ہے۔ جو قوم زبان بہت خرچ کرتی ہے وہ فتحیاب نہیں ہوتی دیکھو

کامیابی کا راز صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس کوئی سامان جنگ نہ تھا مگر ہیبی قلبی خلوص تھا اور حق کا جوش جس سے آخر مظفر و منصور ہوئے۔ بے نظیر طور سے کامیابیاں حاصل کیں ہر ایک شخص جو خدا کو خوش رکھنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ خدا اوسے کامیابیاں بخشے۔ وہ قریب کرنگی پیوند سے عدل کرے۔ فرمایا۔ قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا۔ فلاح پا گئے وہ جنہوں نے تزکیہ نفس کر لیا اور تباہ ہو گیا وہ جس نے اسے خراب کیا۔ فلاح دین و دنیا دونو کو شامل ہے جو شخص اپنے نفس کی ناپاکی کو چھوڑتا ہے۔ وہ آخر کامیاب ہو جاتا ہے بیشک کوئی فلسفہ میں طاق ہے کوئی ہیئت میں کوئی سائنس میں شہرہ آفاق ہے یہ قبول ہے مگر تزکیہ نفس بڑی مشکل چیز ہے۔ علوم ظاہری دماغی حواس کو تیز کرتے ہیں مگر ان کا قلب کے ساتھ کچھ علاقہ نہیں۔ جو علوم ظاہری حاصل کرتے ہیں بجز سلیم الطبع کے آخری نتیجہ یہی ہوتا ہے اون میں کبر آ جاتا ہے۔ او نکو سچا انکسار اور سچی نرمی نصیب نہیں ہوتی۔ کبر ایسی بری بلا ہے کہ انسان اس کی وجہ سے ہر قسم کی ترقی سے رک جاتا ہے۔ اب اس کے آگے جو بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ قانون قدرت

ضرورت میں داخل ہے کہ ہر ایک چیز ضرورت سے پیدا ہوتی ہے۔ جس قدر کپڑے۔ جوتیاں بوٹ۔ آلات معشیت ہیں یہ کیونکر پیدا ہوئے اسکا جواب یہی ہے کہ ضرورت سے۔ پس جب ضرورت پیش آتی ہے۔ تو وہی ضرورت رہنما ہو جاتی ہے آپ لوگ

جانتے ہیں کہ مذہبی طور سے اسلام پر حملہ ہو رہے ہیں۔ ان حملوں سے متاثر ہو کر بعض دین سے نکل گئے بعض مذبذب ہو گئے۔ بعض کے نزدیک یہ حملے کئی قسم کے ہیں۔ بعض منقولات کے اسلحہ سے کئے جاتے ہیں۔ بعض معقولات کے ہتھیاروں سے۔ یہ نکتہ چینی اور علوم جدیدہ کا حملہ بڑا سخت حملہ ہے جو کچھ آجکل تعلیم ہوتی ہے۔ یہ تعلیم ہی دراصل بڑی غلطیوں میں ڈالتی ہے۔ میرا تجربہ ہے۔ کہ اکثر لوگوں کو یہ ناقص تعلیم مذہبی طور سے مفید نہیں پڑی۔ پڑھنے والے خلیع الرسن اور بے قید ہو جاتے ہیں کہلاتے تو مسلمان ہیں۔ مگر پیروی آنحضرتؐ کی جیسی چاہیئے نہیں کرتے۔ اسلام کو معمولی بات سمجھتے ہیں۔ اون کے مونہہ سے دہریت کی بو آتی ہے بس آج ہاتھ سے گئے یا کل گئے۔ جدید فلسفہ کا حملہ پادریوں کے حملے سے بڑھکر ہے۔ بیرونی حملہ کے علاوہ ایک اندرونی حملہ بھی ہے سکولوں میں کالجوں میں مسلمان طالب علم پڑھتے ہیں اور دہریت اور لامذہبی کے عقائد حاصل کرتے ہیں۔ اگر پہلے ہی مذہبی تعلیم کا خیال رکھیں تو یہ نقص پیدا نہ ہو۔ دیکھو ہر ایک لڑکی کو ہوش سنبھالتے ہی بازار کی رنڈی بنا دیا جائے۔ فسق و فجور میں مبتلا کر کے شراب کی عادت ڈالدیجائے پھر اسے کہیں کہ پردہ کر تو اس کو یہ ممکن نہیں۔ یا کم از کم مشکل ضرور ہے۔ کیونکہ اس کی تو عادت پڑ چکی ہے اسی طرح ہوش سنبھالتے ہی پادریوں کے یا آریوں کے مدرسوں میں اپنی اولاد کا بھیجدینا اور پھر ان سے اس بات کا طلبگار ہونا کہ یہ سچے مسلمان ہوں۔ ع

این خیال است و محال است و جنون

جن کانوں میں ہمیشہ اسلام کے برخلاف صدائیں پڑتی رہتی ہیں وہ کیونکر اسلام کی عظمت کو قبول کر سکتے ہیں۔ اسلام ہر ایک پر غالب ہے جدید فلسفہ اس سے بھی ترقی کر جائے۔ مگر پھر بھی (میں سچ کہتا ہوں) قرآن شریف اسپر غالب ہے جن لوگوں نے تحقیق نہیں کیں۔ قرآن مجید کو تدبر سے نہیں پڑھا وہ کیا جانتے ہیں افسوس کی بات ہے کہ قرآن مجید کبھی پڑھا نہیں اور اس پر اعتراض کئے جاتے ہیں۔ دیکھو میں مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں قرآن کی حقیقی تعلیم ہے روحانی فلسفہ سے پُر ہے۔ قرآن شریف میں وعدہ کیا ہے۔ کہ مرنے کے بعد جو

صالح ہوگا۔ بہشت مین جائیگا۔ بظاہر یہ وعدہ قصہ معلوم ہوتا ہے بات یہ ہے کہ قصہ نہین گو قصہ کا رنگ اختیار کیا گیا اصل مین عرب کے لوگ (الٰہیات و روحانیات مین) بچون کیطرح تھے۔ خدا نے استعارہ کا رنگ قریب الفہم کرنے کیلئے اختیار کیا خدا تعالیٰ نے دوسرے موقعہ پر فرمادیا۔ مثل الجنة التی وعد المتقون یعنے سب کچھ اس جنت کی مثال ہے دوسری جگہ رسول اکرم کی زبان پر فرمایا مالاعین رأت ولا اذن سمعت۔ اس جگہ کے دودھ اور شہد کی نہرین نہ ہونگی پھر فرمایا۔ وبشر الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات ان لہم جنات تجری من تحتہا الانہار اے رسول بشارت دیدے ان ایمانداروں اور عمل صالح کرنیوالون کو ان کے لئے باغ ہین جلتی مین اون کے نیچے نہرین۔ پھر فرمایا۔ مثل کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء کلمہ طیبہ درخت کی مثال ہے اب اس جگہ اللہ تعالیٰ نے کہولدیا کہ وہ ایمان جو ہے وہ بطور تخم اور شجر کے ہے اور اعمال جو ہین وہ آبپاشی کی بجائے ہین۔ قرآن شریف مین کسان کی مثال ہے۔ کہ جیسا وہ زمین مین تخم ریزی کرتا ہے ایسا ہی یہ ایمان کی تخم ریزی ہے ... [illegible] یاد رکہنا چاہیئے۔ کہ ایمان بغیر اعمال کے ایسا ہے جیسے کوئی باغ بغیر انہار کے جو درخت لگایا جاتا ہے اگر مالک اس کی آبپاشی کی طرف توجہ نہ کرے۔ تو ایک دن خشک ہوجائیگا اسی طرح ایمان کا حال ہے۔ وَالَّذِیْنَ جاھدوا فینا یعنے تم ہلکے کام پر نہ رہو بلکہ اس راہ مین بڑے بڑے مجاہدات کیضرورت ہے نفس کو بیل سے مشابہت دیگئی ہے۔

نفس کی تین قسمین

نفس تین قسم ہے نفس امارہ اوس کو کہتے ہین۔ جو بدی کیطرف رغبت رکھتا ہے۔ امّارہ مبالغہ کا صیغہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ بدی کیطرف بار بار جانیوالا۔ لوّامہ وہ ہے جس سے بدی تو ہوجاتی ہے مگر آخر نیکی کیطرف رجوع کرتا ہے۔ عام انسانون کی حالت دیکھو تو نفس کی یہ دونو قسمین سمجھ مین آجائینگی بعض تو بدی کرتے ہین اور اسے محسوس نہین کرتے اور بعض بدعملی کر بیٹھتے ہین تو ادنکو ندامت ہوتی ہے تیسری قسم مطمئنہ ہے۔ یہ وہ حالت ہے۔ جب انسان نفس سے جنگ مین فتح پالیتا ہے۔ امّارہ اس دشمن کی مانند ہے جو گہر کا دشمن ہو۔ لوامہ وہ ہے جو کبھی دشمنی کا ارادہ کرتا اور پھر باز آجاتا ہے۔ مطمئنہ وہ ہے جو بلکل صلح کرلیتا ہے۔ آخری حد انسان کی ترقیات کی یہی ہے اسوقت خدا کی رضا اس کی رضا ہوجاتی ہے اس کا ارادہ وہی ہوتا ہے جو خدا کا ارادہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے جو تخم ریزی۔ آبپاشی۔ بیل۔ کسان کی مثال دی ہے یہ اس لئے کہ کسانون کا کام ہر ایک شخص دیکھ سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے جیسے جسمانی طور پر مہیا کر رکھا ہے اسی طرح روحانی طور پر بہی مہیا کیا ہے۔ پس جسمانی سلسلہ سے روحانی کی خوب سمجھ آسکتی ہے دیکھو کسان سب کچھ کرتا ہے مگر پہر بہی خدا کے پانی کے بغیر اس کی کوئی محنت ثمرور نہین ہوسکتی۔ چنانچہ حال کی فصلون مین بہی قحط کا صدمہ باقی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع قسم ہے آسمان کی جو بارش برساتا ہے اور زمین کی جو شگوفہ کو نکالتی ہے۔ قسمون کا مسئلہ بھی سمجھنے کے لئے کیا ضرورت ہے۔ دراصل ایسے لوگون نے سمجھا نہین کہ قسم قائمقام شہادت ہے عدالت مین ہی جب گواہ نہ ملین تو بعض اوقات قسم پر فیصلہ ہوجاتا ہے والسماء ذات الرجع کہہ کر یہ سمجھایا۔ کہ جیسے جسمانی قانون قدرت سے یہ ہے کہ زمین کی سرسبزی آسمانی بارش پر موقوف ہے۔ ورنہ کنوئین بھی خشک ہوجائین بلکہ زہر پیدا ہوجائے اسی طرح یہ روحانی سلسلہ ہے اس مین بہی عقل کے چشمون کے لئے آسمانی بارش (وحی) کیضرورت ہے۔ جو لوگ کہتے ہین ہمین اب نبیون کی کیا ضرورت ہے وہ جسمانی بارش کیون مانگتے ہین۔ تمہاری آنکھون کے لئے یہ نظارہ موجود ہے کہ جسمانی زندگی جس سے وجود پذیر ہوتی اور قائم رہتی ہے وہ آسمانی پانی ہے بعض لوگ تھوڑا پڑھ کر کہتے ہین ہم کچھ بن گئے میری دانست مین اگر کوئی عمر بہر پڑھے تو خدا کی معرفت کے سمندر سے اتنا بہی نہین جتنا کوئی سوئی ڈبودے اور سوئی پر تو پہر بہی لگ جاتی ہے یہان یہ بہی نہیں۔ وصول الی اللہ کا یہ طریق نہین جو آجکل لوگون نے اختیار کیا ہے

ترسم کہ بکعبہ نہ رسی اے اعرابی
کاین رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

دین بہی ایک علم ہے۔ دین چند قصون کا نام نہین۔ بڑا روحانی فلسفہ اس کے اندر ہے جو شخص دین سے بہرہ نہ رکھے اور پہر دعوے کرے کہ مجھے مذہب کی کچھ ضرورت نہین وہ نادان ہے دین آسمان سے آیا اسلئے ہمیشہ اس کی سرسبزی آسمان سے ہوتی رہی ہے حضرت رومی خوب فرماتے ہین۔ ؎

اے کہ خواندی حکمت یونانیان
حکمت ایمانیان را ہم بخوان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اُمّی تھے مگر یہی اون کا معجزہ ہے کہ جو کلام اون پر نازل ہوا۔ اُسمین روحانی فلسفہ اس قدر تھا کہ آجکل کے فلاسفر بہی اس کے قائل ہین۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا تہا۔ آخری زمانے مین بڑے بڑے فلاسفر پیدا ہونگے اسلئے خدا نے سب باتون کا جواب دیدیا۔

یہ بات نہ انجیل مین پاؤگے نہ تورات مین۔ انجیل کا تو کیا کہنا جسمین خدا ہی ایک نیا خدا ہے جسکی طاقتین ایسی کمزور کہ یہودیون نے جو چاہا اس سے کیا یہ خدا کی نسبت تعلیم ہے۔ اب اخلاقی تعلیم کی نسبت سنو! تورات مین لکھا ہے۔ کہ آنکھ کے بدلے آنکھ دانت کے بدلے دانت اور انجیل مین یہ کہ تو بدی کا مقابلہ ہرگز نہ کر اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری گال بہی اس کے سامنے کردے اگر کوئی کرتہ مانگے تو اسے اپنا چوغہ بہی اُتار دو۔ دیکھو دونو کتابون مین افراط تفریط کی راہ اختیار کی گئی ہے۔ کیا انسان کے قویٰ اس کو برداشت کرسکتے ہین۔ ہرگز نہین دراصل یہ بعض مختص الوقت مختص الحالات لوگون کے لئے ایک مجموعہ قوانین تھا اس کے مقابلہ مین قرآن مجید مین عدل کا اصل طریق بتایا گیا ہے۔ جزاء سیئة سیئة مثلہا اور پہر یہ کہ فمن عفی واصلح فاجرہ علے اللہ۔ یعنے یہ کہ جتنی بدی کی گئی ہے اس کی سزا دیجائے مگر عفو بہتر ہے۔ اگر اس عفو کا نتیجہ اصلاح ہو۔ انجیل مین ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کہانے کے اور ہین کسی پادری کو کوئی طمانچہ مار دے تو اس کا تجربہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ فلسفہ حقہ جو مینے بیان کیا ہے۔ یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ اس کے بعد شائقین یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اللہ نے باقی قویٰ کو یونہی بیکار نہین پیدا کیا ہر ایک قوت جو انسان مین رکھی گئی ہے۔ ضرور کسی نہ کسی فائدے کی ہے مثلاً

قوت غضبی کو بھی بُرا نہ کہنا چاہیئے ۔ کیونکہ موقعہ ومحل مناسب پر اس کا استعمال حرام نہیں بلکہ اس کی بداستعمالی حرام ہے ۔ ان میں ایک حکم تھا کہ خصی بن جاؤ ۔ اگر آج تک عیسائی اس پر عمل کرتے تو کبھی کا خاتمہ ہوگیا تھا ۔ یہ دوسروں کو کیا کہتے ہیں اپنی کتاب پر پہلے تو عمل کر لیا ہوتا ایسی باتوں سے قرآن شریف کی عظمت معلوم ہوتی ہے اصل میں سچا حکم وہی ہے جس پر عمل ہو سکے اور عمل کرنے سے کوئی قباحت لازم نہ آوے اور جس کلام میں ایسی باتیں ہوں کہ اگر اس پر عمل کیا جاوے تو دنیا کا انتظام بگڑ جائے ۔ تو وہ کتاب پھر اللہ کیطرف سے نہیں ہو سکتی ۔ ہم نہ انجیل پر اعتراض کرتے ہیں نہ توریت پر بلکہ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ اب ان کتابوں پر عمل کرنے کا موقعہ و وقت نہیں رہا ۔ یہ دراصل ایک خاص خاندان کے متعلق کتابیں ہیں ۔ اس خاندان کو دوسرے تمام سے کچھ غرض نہ تھی ۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ نے خود کہا کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کیطرف نہیں بھیجا گیا ۔ قرآن مجید سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے ۔ و رسولاً الی بنی اسرائیل ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ مختص القوم و مختص الزمان تعلیم لائے مگر قرآن مجید مختص القوم والزمان نہیں بلکہ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً ۔ فرماتا ہے ۔ یعنی آپ تمام جہان کے رسول ہیں ۔ اور ایک جگہ فرمایا

لانذرکم بہ ومن بلغ

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسانی فطرت کا پورا نقشہ قرآن شریف ہے ۔ پر افسوس کہ لوگوں نے توجہ چھوڑ دی یہ کتابیں (انجیل توریت وغیرہ) جو تھیں اگر قرآن نہ آتا تو بالکل مر جاتیں کیونکہ یہ محدود تھیں اور اون کی تعلیم بھی محدود ۔ جن کی تعلیم ہی ناقص ہے وہ دوسرے کو کیا کامل کر سکینگی ۔ کیا یہودی کیا عیسائی سب کا یہی عقیدہ ہے کہ نبوت ان کے گھر تک محدود ہے ۔ گویا عیسائیوں کے حال کے مطابق حضرت عیسیٰ تک تو انسان تھے اور ان کے آگے سب حیوانات تھے ۔ قرآن کہتا ہے ۔ کسی قوم کی خصوصیت نہیں ۔ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر ۔ یہ کیسی پاک اور سچی تعلیم ہے برخلاف اس کے اور سب قومیں کہتی ہیں نبوت آگے نہیں چلے گی ۔ آریہ بھی یہی کہتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں چار رشیوں سے ہمکلام ہوا ۔ اور پھر بس ۔ مگر میں کہتا ہوں ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ سنی ہوئی دیکھی ہوئی کے برابر نہیں ہو سکتی پہلے رسول آتے تھے مگر اب خدا کا کچھ پتا نہیں چلتا ۔ کہ وہ زندہ بھی ہے یا کہ نہیں یہ تو کہتے ہیں کہ دعائیں سنتا ہے مگر نہیں معلوم کہ بولتا کیوں نہیں اگر قوت نطق جاتی رہی ہے تو قوت سمع کے باقی رہنے پر کیا دلیل ہے ۔ فطرت کے خلاف نہیں ہو سکتا ۔ بکری سے بھیڑیئے کا کام نہیں لے سکتے ۔ انسان قصوں سے تسلی نہیں پاتا دل مجبور کرتا ہے کہ عینی مشاہدہ ہو ۔ اگر خدا نے کسی زمانہ میں وحی والہام کیا ہے ۔ تو اب بھی اس کے وحی والہام کی اشد ضرورت ہے کیونکہ جس قدر تفرقہ قوموں میں اب ہے پچھلے زمانہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی ۔ اگر ایک فرقہ کے لئے نبی کی ضرورت ہے تو کیا اب جو ایک فرقے کے تہتر فرقے ہو گئے ہیں اون کے لئے کسی نبی کی ضرورت نہیں کوئی ایسی مثال پیش کرو کہ ضرورت کے وقت خدا کیطرف سے یہ سلوک نہ ہوا ہو ۔ حالانکہ ہر ایک چیز کے پیدا ہونے کی ماں ضرورت ہے ایک معمولی مثال ریلوے تصادم کی ہے کچھ حادثات ہوئے جھٹ ایسے سامان مہیا کر دیئے گئے جن سے یہ حادثات رک سکیں اور قبل از وقت خبر ہو جائے دنیا میں جتنے سامان ہیں وہ سب ضرورتوں نے پیدا کئے ہیں اب جبکہ یہ حال ہے کہ ابتری حد سے بڑھ گئی ہے تو کیا وجہ ہے کہ مصلح پیدا نہ ہو حالانکہ اس سے پہلے سنۃ اللہ یہی تھی کہ اس قسم کی برائیوں کی اصلاح اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو بھیجکر کرتا ہے تو اب وہ اس سنت کو کیوں چھوڑے ۔ لوگ کہتے ہیں کہ بہت سے فرقے ہو گئے ہیں مگر میرے نزدیک دہریہ سب سے بڑھکر خطرناک ہیں ۔ دہریت کی رگ سب اہل مذاہب میں پائی جاتی ہے اگر کسی میں زندہ ایمان ہو تو عمل کی تحریک بھی ہو جاتی ہے ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی عبادت نہیں اور اس کے ساتھ یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں جہاں تک میں نے دیکھا اس کے یہ معنے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ دوسروں کو اپنا شریک کرکے توحید پھیلاتا ۔ تو یہ بھی شرک ہے خوب غور کرو ۔ محمد رسول اللہ ماننے سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ تمہیں ملتا ہے اسی راہ سے ملتا ہے شرک اسی بات کا نام نہیں کہ پتھروں یا انسانوں کی پرستش کی جائے بلکہ ایک شرک فی الاسباب بھی ہے ایک شخص جو خدا سے بڑھ کر کسی سبب کو سمجھے وہ بھی مشرک ہے پہلا ایمان ہے کہ اگر محمد رسول اللہ ساتھ نہ ہو تو توحید کامل ہی نہیں ہوتی ۔ خدا را بخدا باید شناخت ۔ ایک مشہور مقولہ ہے خدا کیطرف سے آنیوالا گویا خدا ہی ہوتا ہے ۔ انسانی گورنمنٹ کی طرف سے بھی جو مامور ہوتا ہے نائب کہلاتا ہے جس کو ہم آج ہم پیش کرتے ہیں وہ کسی مذہب میں نہیں ۔ عیسائی کفارہ کے قائل ہیں وہ عیسیٰ کو بھی خدا کہتے ہیں ۔ روح القدس کو بھی ۔ یہودی بھی طرح طرح کے شرکوں میں مبتلا ہیں ۔ ادھر آریہ بھی کہتے ہیں کہ جیو اور پرکرتی خود بخود سے چلے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نیستی سے ہستی ناممکن ہے جب مانتے ہیں کہ انسان کے ظاہری قویٰ خدا کیطرف سے ہیں تو کیا وہ روح میں قویٰ ہونگے وہ خود بخود ہوں گے جب خود بخود تھے تو یہ جوڑنا جاڑنا خدا کے سپرد کیوں ہوا وہ معجزات جن سے خدا کا ثبوت ملتا ہے ان کے تو یہ منکر ہیں وید میں کسی معجزہ کا ذکر نہیں پس بتاؤ کہ خدا کے وجود پر کیا نشانی رکھی ہے اگر یہی کہ صرف جوڑنا تو یہ تو ایک معمولی انسان بھی کرتا ہے ۔

یہ بڑا فضل خدا کا ہے کہ خدا کی تعلیم اس قدر زبردست ہے کہ وہ قدرت کے قوانین کے خلاف نہیں یہ کلمہ ایک قول ہے اور فعل کیا ہے ۔ بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن ۔ اب جب مان لیا تو کچھ کرنا بھی چاہیئے مان کر پھر عملی رنگ میں اس کو بجا نہ لانا ایسا ہے جیسے مرغ کے تمام پر توڑ دئے جاویں خدا تم سے کیا چاہتا ہے اسلام جو بڑے ہیبناک نظاروں کو دیکھ کر آگے سر ڈال دینے کا نام ہے دیکھو سپاہی ہے وہ جانتا ہے کہ میں مارا جاؤنگا مگر پھر بھی فرمانبرداری کی راہ سے شمشیر بکف میدان میں جاتا ہے ۔ اسی کا نام اسلام ہے ۔

صرف قول ہی نجات کے لئے کافی نہیں ہو سکتا ۔ بلکہ اس قول کے ساتھ ابتلا بھی ضروری ہے چنانچہ فرمایا احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ۔ صدر اول کے مسلمان تھے جنہوں نے اپنے عمل سے ثابت کیا تھا ہم مسلمان ہیں انہوں نے اسلام کی اشاعت میں اپنی زندگی وقف کر دی تھی ۔ یاد رکھو کوئی دین ترقی نہیں کر سکتا ۔ جب تک اس کے لئے روحانی قربانیاں نہوں ۔ خدا کی رضامندی حاصل نہیں ہو سکتی ۔ جب تک خدا کو مقدم نہ کر لیا جائے ۔ معمولی نماز روزہ کیا چیز ہے جو بطور عادت ادا کیا جائے ۔ مثنوی رومی میں ایک شعر ہے جسمیں وہ کہتا ہے کہ ہم اپنے کو بیٹے میں غلاظت سے رہتے ہیں مگر کوئی نہیں بھرتا ۔ آخر کوئی تو جو ہاتھ سے جاتے کہاں رہا ہے ۔ انسان کو اپنے اعمال پر نازاں نہ ہونا چاہیئے ۔

کیونکہ اعمال حبط بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ نیکی کے ضائع کرنے کیواسطے ریاکاری ہے دیکھو چندہ ہوتا ہے اگر فخر کے ساتھ دیا جائے تو سب خیرات ضائع ہو جائیگی وہ خدا کے لئے ہرگز نہ سمجھی جائے گی اس موقعہ پر مجھے ایک نقل یاد آئی ہے۔ ایک بزرگ نے بڑے مجمع میں بیان کیا کہ ہزار روپئے کی ضرورت ہے۔ ایک شخص نے اٹھ کر آگے رکھدیا اس بات پر جب اس کی بہت تعریف ہوئی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا چند منٹ کے بعد آکر کہا کہ حضرت مجھ سے بڑی غلطی ہوئی وہ روپیہ میری ماں کا تھا اور وہ واپس طلب کرتی ہے مجمع نے اُسے بڑی لعن وطعن کی کہ یہ بہانہ بتاتا ہے بناوٹ کرتا ہے دیکر پچھتایا اور یہ حیلہ گھڑ لیا جب پہر رات گذر چکی تو وہی شخص بزرگ کے گھر پہنچا اور پہر وہ روپیہ پیش کیا اور کہا یہ روپیہ مینے تعریفیں سننے کے لئے نہیں دیا تھا۔ آپ کو قسم ہے خدا کی جو کسی کو بتلادو۔ بزرگ یہ سنکر رو پڑے واقعی جس کام میں ریاکاری ہو وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی پاک و مصفا و شیرین کھانے میں کتا منہ ڈال دے سب سے بھاری آفت یہی ریاکاری ہے جب دنیا کی ملونی ساتھ ہوتی ہے تو نیک اعمال پر ثمرات عمدہ مرتب نہیں ہوتے انسان مکمل تو ہے نہیں۔ پس جب انسان کا نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے تو وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ خیرات ہمیشہ خفیہ ہی دینی چاہیئے کیونکہ قرآن مجید میں دونو طور پر جواز آیا ہے مطلب تو یہ ہے کہ نفس کی ملونی نہ ہو بعض وقت علانیہ دینے میں یہ بات ہوتی ہے کہ اس سے ریس پڑتی ہے اس نیت سے علانیہ دینا بہت ثواب کا کام ہے بلکہ جو اوس کے پیچھے دیں ان سب کا ثواب اسکو بھی ملیگا۔ ہماری شریعت میں بہت سے باریک اُمور بیان کئے گئے ہیں تا اخلاص کی قوت پیدا ہو جائے یہ اخلاص کی قوت ایک موت ہے بعض لوگوں کو ریاکاری اور عُجب میں مزا آتا ہے مگر اخلاص والا ایسی باتوں سے دست بردار ہو جاتا ہے۔ اسے اس سے کچھ غرض نہیں ہوتی کہ کوئی مجھے برا کہے یا اچھا۔ وہ ایک ہاتھ سے کرتا ہے اور دوسرے کو خبر نہیں ہوتی۔ یہ خیال نہ کرو کہ سو سال تک عبادت کرنے ہی سے نجات ہوتی ہے بلکہ خدا تو نکتہ نواز ہے وہ ایک نیکی سے بخشدیتا ہے صرف اخلاص چاہیئے۔ ابوبکر صدیق ایک بوڑھی عورت کو جو کچھ کھا نہ سکتی تھی۔ حلوا پکا کر کھلا آتے تھے کسی کو خبر نہ ہوتی تھی۔ جسدن وہ فوت ہوئے اوس نے کہا آج یقیناً ابوبکرؓ مر چکے۔ یہ اخلاص ہی اخلاص جیسی کوئی تلوار فتح کرنے والی نہیں مسجد میں یوں تو کئی نمازی ہوتے ہیں مگر ان میں سے بہت ہیں جنہیں معرفت کا کچھ حصہ نہیں دیا گیا پیشانی میں نور ایمان نہیں کیونکہ ان میں اخلاص نہیں۔ وہ مسلمان ہیں صرف اسلئے کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گئے ہیں نماز کی تحقیر نہیں کرتا بلکہ میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں۔ کہ وہ نماز جس کا نام خدا نے نماز رکھا ہے وہ بیمعراج ہے یہ نماز پڑہنے والے جو ہیں ان سے کوئی پوچھے۔ کہ سورۃ فاتحہ کے کیا معنے ہیں تو وہ نہیں جانتے۔ حالانکہ سورۃ فاتحہ میں جو تعلیم ہے اوس کے سامنے دنیا کی تمام تعلیمیں ہیچ ہیں۔ اسے جنتر منتر کی طرح نہیں پڑھنا چاہیئے۔ میں نے اپنی جماعت کو بارہا سمجھایا ہے کہ اپنی زبان سے دُعا کرنے میں ہرگز شرم نہ کرو۔ کوئی اُردو میں دُعا کرے یا انگریزی میں سب جائز ہے مگر یہ ضرور ہے کہ خدا کا کلام اور ماثورہ دعائیں عربی میں پڑہی جاویں۔ ضروری ہے کہ اگر اپنی نماز کو باحلاوت کرنا چاہتا ہے اور اسمیں ذوق پیدا کرنا چاہتا ہے تو چاہیئے کہ اپنی زبان میں دُعا کرے ورنہ نماز مُرشئے کی ٹہونگیں ہو جائیگی۔ نماز کے بعد دُعا کا کیا فائدہ ہے جو دُعا ہو نماز ہی میں کرنی چاہیئے دُعا میں تضرع ضروری ہے دُعا جیسی کوئی چیز نہیں۔ خدا کے تمام فضلوں کی جاذب دعا ہے۔ نماز کا اصل بھی دُعا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فویلٌ للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون۔ ان نمازیوں کی تباہی جو نماز کی حقیقت سے بے خبر ہیں بس نماز کے ماثورہ کلام کا سمجھنا نہائت ضروری ہے صحابہ تو عرب کے رہنے والے تھے انکو ضرورت نہ تھی مگر ہماری لئے ضروری ہے کہ اوسے سمجھ کر نمازوں میں حلاوت پیدا کریں۔ ہماری عبادت کی خدا کو کوئی ضرورت نہیں بلکہ جو کچھ۔ فرماتا ہے انسان ہی کی بہتری۔ بہبودی اور اسی کو بلاؤں سے محفوظ رکھنے کے لئے ہے لوگ اس قدر غفلت میں ہیں کہ دن ہی گذر جاتا ہے اور رات بھی۔ مگر نہیں جانتے کہ خدا بھی ہے۔ یہ بات سن لو کہ دنیا فانی ہے۔ بابا بھی ہے بھائی بھی۔ سب رشتہ دار ہیں۔ مال و دولت ہے۔ یہ سب کچھ۔ لیکن جبتک خدا کو اپنی سپر نہیں بناتا تو کچھ بھی نہیں۔ کاش یہ باتیں جو سچے دل سے کہی گئی ہیں دلوں میں پڑ جاویں۔ تضرع کا طریق اختیار کرو۔ یہ دن عیش سے گذار دیا خدا کی راہ میں تکلیف اوٹھا کر۔ آخر کار بخدا وند۔ پس ہر وقت خائف رہنا چاہیئے تا دنیا کی آفات سے بچے رہو۔ ایمان سلامت رہے اور رضوان الٰہی حاصل ہو۔ رضوان و قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے دو ہی طریق ہیں۔ ایک تو تشریعی احکام سے ترقی ہوتی ہے۔ اسی لئے تشریعی تکالیف ہوا ئیں مگر یہ وہ تکالیف ہیں جن سے انسان بچ سکتا ہے دوسرے وہ تکالیف ہیں جو خدا انسان کے سر پر ڈالتا ہے کسی کے ہاتھ میں تازیانہ دیکر اسے کہا جائے کہ تو اپنے بدن پر آپ مار تو وہ حتے الامکان ایسا نہ کرے گا کیونکہ انسان اپنے تئیں دُکھ نہیں دینا چاہتا پس جو تکالیف اختیاری ہیں اون سے بچ کر وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچتا۔ مگر جو تکالیف خدا کی طرف سے ہوں وہ جب انسان پر پڑتی ہیں اور وہ اون پر صبر کرتا ہے تو اوس کی ترقی کا موجب ہو جاتی ہیں۔ فرمایا۔ ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والثمرات۔

ہم آزماتے رہینگے کبھی خوف سے کبھی نقصان مال سے کبھی نقصان جان اور ثمرات کی ناکامی سے دیکھو ایک شخص تخم ریزی کرتا ہے۔ چھ ماہ کی محنت سے کھیتی سرسبز ہوتی ہے اوپر سے اولے پڑے سب کچھ تباہ ہو گیا۔ یہ فقرہ فاقہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری طرف سے خوشخبری دیدے ایسے لوگوں کو جو کہتے ہیں ہم تو اللہ کے ہو چکے یعنی وہ رضا کے مقام میں ثابت قدم ہیں۔ یہ انا للہ کہنا مسلمانوں ہی کا حصہ ہے آریہ کیونکر کہیں کہ وہ سب کچھ خدا کیطرف سے نہیں مانتے غرض کہ تکالیف دو قسم کی ہیں۔

ایک وہ حصہ ہے جو احکام پر مشتمل ہے مگر اسمیں بہانوں کی گنجائش ہے۔ صوم و زکوٰۃ وصلوٰۃ و حج جب تک پورا اخلاق نہ ہو انسان ان سے پہلو تہی کر سکتا ہے پس اس کسر کو نکالنے کے لئے تکالیف سماویہ کا ورود ہوتا ہے۔ تاکہ جو کچھ انسانی ہاتھ سے پورا نہیں ہوا۔ وہ خدا کی مدد سے پورا ہو جائے۔ آریہ کہتے ہیں تکالیف کسی پچھلے کرم کی سزا ہیں۔ ہم کہتے ہیں یہ آئندہ ترقیات کے لئے ہیں۔ ورنہ جیسے تب کا بھی ایک سزا ہوگا اسی کیطرف اشارہ ہے۔ بلیٰ من اسلم وجھہ للّٰہ کا اسلام تو یہ ہے بس گردن رکھدینا۔ یہ عبودیت کے مقام کا

اعلیٰ درجہ ہے اور تمام اسلامی تعلیم کو سب لباب یہی آیت بھر فرمایا۔ ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ۔ اللہ تعالیٰ عدل کا امر فرماتا ہے لوگوں سے عدل کرو۔ پھر اس سے ترقی کرکے احسان احسان کیا ہے نیکی کرکے یہ خیال نہ کرنا کہ میں نے اس سے نیکی کی اور یہ کہ ایسے شخص سے نیکی کرے جو کوئی حق نہیں رکھتا احسان میں یہ نقص ہوتا ہے کہ اگر وہ شخص جس پر "احسان" کیا گیا ہے کبھی کوئی ایسی بات کرے جو اس کے خلاف طبع گذرے تو دل میں آجاتا ہے کہ نمک حرام ہے اور یہ احسان تمالی انسان کی فطرت میں مخفی ہے اسلئے اس کی اصلاح کیلئے فرمایا۔ کہ اگر تم اعلیٰ درجہ کی نیکی کرنا چاہتے ہو تو ایسی نیکی کرو جیسی ماں بچے کے ساتھ کرتی ہے۔ دیکھو ماں کی عمر بعض وقت پچاس ساٹھ سال ہوتی ہے اور وہ بچے کی بہت خدمت کرتی ہے حالانکہ اسے اس بات کی کوئی امید نہیں ہوتی کہ اس کے بڑے ہونے تک میں زندہ رہوں گی اور یہ میری خدمت کریگا لیکن محض بتقاضائے محبت ذاتی بچہ پیشاب کرے تو خود گیلی جگہ لیتی ہے اور اوسے سوکھے میں لٹاتی ہے بیمار ہو تو جاگتی رہتی ہے کیا ان باتوں میں اس کو کسی ذاتی نفع کی اُمید ہے ہرگز نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسان کی منزل سے آگے بھی ایک نوع انسان کی ایک منزل ہے جس میں مخلوق کی خدمت بلا کسی اپنی ذاتی منفعت کے کی جاتی ہے۔ دوسری جگہ پر فرمایا۔ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا۔ ہم نے تورات کو بھی دیکھا اور انجیل کو بھی مگر ایسی پاک اور کامل تعلیم کوئی نہ پائی۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دین - دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

اس زمانے میں تاریکی بہت ہے خدا کی بات پر عمل کرنے کے لئے جو قوت درکار ہے اسمیں کمزوری ہے جب یہ حال ہوجاتا ہے۔ تو خدا کی یہ قدیم سے عادت چلی آتی ہے۔ کہ جب گناہ پھیلے اور پاپ بڑھ جائے تو ایمان تازہ کرنیکے لئے ایک مجدد مبعوث کرتا ہے یہ خدا ہی کے مبعوث کردہ شخص کا منصب ہے۔ دنیا کے کسی سفلی مصلح کا یہ کام نہیں۔ دلوں پر قابو پانیوالے ہتھیار خدا کے خاص بندوں کو دئے جاتے ہیں تاریکی کے زمانے میں روحانی مصلح مثل چراغ کے ہوتا ہے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراجاً منیراً کہا گیا ہے

اس چراغ میں بھی بہت حکمتیں ہیں۔ چراغ والا اندر اندھیرے میں چلا جائے تو یکدم سب مکان جگمگا اٹھتا ہے پھر ایک کو اس کیطرف رغبت ہوجاتی ہے پھر اس چراغ سے ہزاروں چراغ روشن ہوجاتے ہیں اور اس پہلے چراغ میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔ آفتاب نہیں فرمایا۔ کہ اسمیں یہ بات نہیں کہ اس سے دوسرا آفتاب پیدا ہو۔

یہ قانون قدرت ہے کہ جب زمانہ بدل جاتا ہے اور دنیا پر معاصی کا غلبہ ہو کر سخت دلی اور [illegible] پھیل جاتی ہے تو خدا تعالےٰ کی قدوسیت تقاضا فرماتی ہے کہ کسی کو اپنی طرف سے علم دے کر معرفت عطا کرتا ہے اور [illegible] اثر کر دیتا ہے۔ مگر اس تاثیر سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہر ایک کو تاثیر ہو دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں بڑی تاثیر تھی مگر اس سے فائدہ صدیق نے اٹھایا۔ ابوجہل نے کچھ فائدہ نہ اٹھایا [illegible] باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست - در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس [illegible] [illegible] یہ بات ہے جس پر میں زور دیتا ہوں۔ یہ کوئی نرالی بات نہیں [illegible] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک برابر وحی ہوتی رہی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجدد پیدا کرنے کا وعدہ ہے۔ تجدید اسے کہتے ہیں کہ کپڑا میلا کچیلا ہو اور پھر اسے خوب دھو دیا جائے حتی کہ [illegible] بالکل نیا بن جاوے اسی طرح جب ایمان کمزور ہو جاوے [illegible] قصد سے بڑھ جائیں تو ایک شخص آتا ہے جو ان نقصانوں کو دور کردیتا ہے اور قوت ایمانی پیدا کرتا ہے یہ وعدہ آنحضرتؐ کی زبان پر خدا نے دیا۔ جو ہر صدی میں پورا ہوتا رہا چنانچہ اس چودہویں صدی میں بھی اسی وعدہ کے مطابق آنیوالا آگیا۔ ۲۵ برس گذر چکے مگر یہ ابھی تک اپنی بدظنیوں میں ہیں۔ اب تک یہ مشہور کر رکھا ہے کہ میں پیغمبروں کو گالیاں دیتا ہوں۔ سنو! میرے نزدیک وہ بڑا ہی خبیث۔ ملعون اور بد ذات ہے جو خدا کے برگزیدہ و مقدس لوگوں کو گالیاں دے۔ پھر کہتے ہیں کہ میں معجزات سے منکر ہوں۔ حالانکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ جس دین میں زندہ معجزات نہیں وہ دین قائم رہ سکتا ہی نہیں عقلی دلیل سے کوئی کہاں تک قائم رہ سکتا ہے۔ جب تک خدا کی خاص تائید و نصرت شامل حال نہ ہو

اگر خدا نے پہلے کام کئے تو اب بھی کریگا کیا بات ہے۔ کہ اس نے پہلے زمانے میں خوارق دکھائے مگر اب نہیں دکھا سکتا کیا خدا بڈھا ہوگیا۔ کیا اس کا تصرف جاتا رہا جو اب وہ پہلے زمانے کی طرح نہیں کرسکتا۔

سنو! میں اس بات میں صاحب تجربہ ہوں۔ جیسے پہلے نشان ظاہر ہوتے تھے اب بھی ویسے ہی نشان ظاہر ہوتے ہیں جیسے پہلے وحی والہام سے بعض عباد مخصوص ہوتے تھے اب بھی ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے جس دین میں وحی والہام کا سلسلہ نہیں وہ مُردہ ہے اگر یہ دین مُردہ ہے تو تم کس دین کو [illegible] دوسری قوموں میں تبلیغ کرتے ہو۔ کیا مردہ [illegible] کیا اندھا اندھے کی رہنمائی کرسکتا ہے [illegible] کہ یہ دین اسی [illegible] زندہ ہے جس طرح نبی کریم کے وقت میں تھا اور خدا اسی طرح زندہ ہے جس طرح کہ وہ پہلے تھا اگر کوئی ایسا ہے کہ وہ مردہ دین اور مردہ خدا کو پسند کرتا ہے تو کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں صحیح نہیں ماننا۔ تو پھر ماننے والا مسلمان کیسا ہے خدا تعالےٰ نے ایک قوم کو اپنے لئے چن لیا اور انہیں منزل مقصود تک پہنچانے کا وعدہ کیا۔ اب کیا یہ مناسب ہے اور یہ اس کی شان کے مطابق کہ ہمیں رستے میں چھوڑ دیتا۔ مثلاً ایک شخص نے وعدہ کیا کلکتہ میں پہنچا دینے کا اب اسے پورا نہ کرے تو کیسی بُری بات ہے انسان خدا کے حضور اللہ کیطرح ہے وہ اوسے اپنی رہنمائی سے منزل مقصود تک پہنچائیگا اور قیامت تک ہادی بھیجتا رہیگا قرآن شریف میں اسی لئے لیستخلفنہم آیا ہے جس سے قیامت تک خلفاء کی بعثت ثابت ہے میں بھی اسی آیۃ کے وعدہ کے مطابق آیا۔ اسلئے موعود کہلایا۔ میں مسیح بھی ہوں مگر نہ بطور تناسخ بلکہ بات یہ ہے کہ اخیر زمانے میں اللہ کو معلوم تھا یہ اُمت عیسائیوں و یہودیوں کی طرح ہوجائے گی اور ان کا ایمان حلق تک رہ جائیگا۔ اسلئے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین دعا سکھائی پس مصلح کا نام بھی مسیح ہونا چاہیئے تھا۔ بات تو صرف یہ ہے۔ مگر یہ لوگ میری سخت مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مسیح کو کیوں مردہ کہتا ہے کسی کا کتا مرجائے یا بلی رکھی ہوئی بھی مرجائے تو افسوس آتا ہے مگر کیا یہ ماتم نہیں کہ دین مردہ ہوگیا۔ کیا یہ سچ ہے۔ کہ جو کچھ تھا وہ پیچھے رہ گیا۔ اب آگے کچھ نہیں۔ یہ الزام کہ میں نبوت کا دعوے کرتا ہوں اور

سب مجھ پر افترا کی ہوئی ہے کہ میں الگ قبلہ بناؤں اور نئی شریعت ایجاد کروں۔ ان تہمتوں کا جواب بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کیا دوں۔ میرا دعوے تو صرف یہ ہے۔ کہ چونکہ دین زندہ ہے اسلئے ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے۔ جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو اور اپنی غیب کی باتیں کثرت سے اُس پر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے مگر یہ حقیقی نبوت نہیں نباء کا لفظ خود اس پر شاہد ہے۔ انباء کے معنے میں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا۔ میرا ہرگز یہ دعوے نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر میں نبی ہوں تم جسے مکالمہ الٰہی کہتے ہو ہم اسے نبوت کہہ لیتے ہیں یہ لفظی نزاع ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ لا تقولوا لا نبی بعدہ اگر اسلام میں نبوت (خدا سے الہام و اعلام پانا) نہیں تو پھر آپ لوگوں کے پاس کوئی مابہ الامتیاز نہیں اور آپ کوئی نصرت الٰہی کا نشان نہیں دیکھ سکتے جس باغ میں آبپاشی نہ ہو وہ آخر ویران ہو گا جس دین میں وحی نہیں وہ بھی ایک دن تباہ ہو گا حضرت مجدد سرہندی بھی ایسے مکالمہ کے قائل ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرتا ہے تو اوسے عربی میں نبوت کے سوا اور کیا کہیں گے تعجب ہے کہ جب وہی بات پنجابی میں کہی جائے تو مانتے ہیں اور جب پنجابی کی بجائے عربی لفظ اختیار کیا جائے تو نہیں مانتے اگر یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔

اب میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ خدا نے ہمیں تجدید دین کے لئے بھیجا ہے تا ہم تازہ نشانوں کے ساتھ دین کو تازہ کریں۔ اگر خدا مجھے نہ بھیجتا تو آخر یہ دین بھی دیگر ادیان کیطرح قصوں کے رنگ میں رہ جاتا یہ یقیناً سمجھو کہ جو خدا کیطرف سے آتا ہے وہ کبھی نابود نہیں ہو سکتا۔

میں دیکھتا ہوں ہزاروں دشمن ہیں جو ہم پر افترا کرتے و بہتان باندھتے ہیں اور بجائے اس کے کہ خدا کے مرسل کی تائید کرتے لعنت سے کام لیتے ہیں۔ کیا ان کیلئے یہ نشان کافی نہ تھا کہ ایک زمانہ تھا جب میرے ساتھ کوئی بھی نہ تھا اور اب چار لاکھ سے زیادہ میرا مرید ہے اصل بات یہ ہے کہ جب سمجھدار لوگ حق سمجھ لیتے ہیں تو دوسرے خودبخود مان جاتے ہیں اور جو نہیں مانتے وہ ذلیل ہوتے ہیں لیظہرہ علی الدین کلہ کے بھی یہی معنے ہیں۔

ان لوگوں کے دلوں میں نبی کریم صلعم کی ہرگز عزت نہیں جو کہتے ہیں کہ عیسے علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہے اور وہ افضل الانبیاء مکہ میں مدفون ہے۔

اتنا نہیں سوچتے کہ اگر وہی عیسٰی آئے تو پھر تو وہ خاتم الانبیاء ہو گیا اگر کوئی کہے کہ تم ہی نبوت کے مدعی ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں ویسا نبی نہیں ہوں حضرت عیسٰی علیہ السلام براہ راست خدا کے نبی تھے اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور فیوض سے ہے۔ پھر وہی عیسے کیونکر آ سکتا ہے جبکہ سورۃ نور میں جو آیۃ استخلاف ہے اسمیں وعد اللہ الذین آمنوا منکم لکھا ہے اور صحیح بخاری میں بھی اماکم منکم ہے پھر عیسے علیہ السلام تو فوت ہو چکے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم انہیں معراج کی رات مُردوں میں دیکھ چکے جو بہشت میں ہوں انہیں زندوں سے کیا تعلق۔ جس بات پر خدا نے اپنے قول سے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے شہادت دیدی۔ اس سے انکار کرنا دراصل میری تکذیب کرنا نہیں۔ میں کیا ہوں اور میری تکذیب کیا۔ دراصل یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ باقی رہے الزام جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں۔ سو ان کی میں تردید کر چکا۔ مجھے تو بار بار افسوس آتا ہے کہ ایک مومن کا بدن تو یہ کہنے سے کانپ جاتا ہے۔ کہ سوا حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں کے مس شیطان سے کوئی پاک نہیں کیا آنحضرت صلعم بھی پاک نہ تھے۔ میں ایسے شخص کو مسلمان کیوں کر کہوں جب کہ ایک آریہ بھی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوتر نہ تھے سب مجھے تو ان دونوں میں کچھ فرق معلوم نہیں ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیں تو اپنا رسول پیارا ہے ہم عیسٰی کو کیا کریں اور اس کی زندگی ہمارے کس مصرف کی جب ہمارا سید و مولیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکا۔ بس یہ بات ہے جس پر ہمیں کافر کہا جاتا ہے دجال کہا جاتا ہے اور یہ کہ جو اس کے ساتھ مصافحہ کرے ملاقات کرے وہ بھی کافر ہے مجھے افسوس آتا ہے کہ میں ان لوگوں کا کیا بگاڑا ہے یہی کہ میں کہتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہیں۔ اور ان کا فیض نبوت قیامت تک جاری ہے۔

آپ ذرا اپنے بھائیوں سے دریافت کریں کہ میں نے کیا گناہ کیا ہے جو مجھ سے اس قدر سختی کی جاتی ہے اس قدر گالیاں دیتے ہیں جو بڑے چوہڑے چمار دن سے بھی سبقت لے گئے ہیں انسان بھیڑوں کیطرح ہیں وہ ریوڑ خطرے میں ہے جس کا کوئی گلہ بان نہیں۔ پس مصلح کا وجود ضروری ہے جو پیچیدہ مسائل کو صاف کرے اور دوسرے ادیان پر اتمام حجت۔ دیکھو ایک زمانہ تھا۔ جب پادری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتے کہ انہوں نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ اب یہی پادری ہیں کہ ہمارے سامنے نہیں آتے حالانکہ ہم ڈنکے کی چوٹ کہہ رہے ہیں۔ کہ آؤ اسی نبی کا ایک غلام تمہیں معجزہ دکھانے کو تیار ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا وعدہ اس بات کا مقتضی ہے کہ خدا ایسا انتظام کرتا کیونکہ اسلام اس وقت بیرونی اندرونی ہر دو حالتوں کے اعتبار سے خوش کن نہیں کسی شخص کے گھر میں بوٹا ہو تو وہ اسے پانی دیتا ہے پس کیا خدا تعالیٰ اپنے حبیب کے لگائے ہوئے پودے کو یونہی چھوڑ دیتا۔

یاد رکھو کہ اسلام انہی راہوں سے ترقی کریگا جن سے اس نے پہلے کی یہ خشک منطق اس کی ترقی کیلئے کسی کام کی نہیں۔

اے صاحبان! یہ وہ باتیں ہیں جن کے لئے خدا نے مجھے بھیجا ہے میں جانتا ہوں کہ اس مجلس سے کئی لوگ ایسے اٹھیں گے جو وہی دل اور وہی سینہ لے جاویں گے مگر وہ یاد رکھیں کہ آسمانی کاروبار کا مقابلہ کرنا دانشمندی نہیں بلکہ اپنے ہاتھوں سے اپنے تئیں ہلاک کرنا ہے اگر ایک چپڑاسی کی بھی کوئی ہتک کرے تو گورنمنٹ اوس سے سخت بازپرس کرتی ہے۔ تو وہ خدا احکم الحاکمین کی طرف سے آتا ہے اس کو دکھ دینے والے سزاؤں سے محفوظ رہ سکتے ہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہے تو تمہیں اس کے خلاف کوشش کرنیکی ضرورت نہیں خودبخود بگڑ جائیگا کیونکہ وہ فرما چکا ہے۔ قد خاب من افتریٰ و من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً الآیۃ جو غیور خدا اپنے پیارے نبی کی نسبت فرماتا ہے کہ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین اگر ہم پر افترا کرتا تو اس کی رگ جان کاٹ دیتے اسیرا کہ۔

مجھ سے اسنے کی کیا پرواتھی جسکے لئے ایک چھری کافی تھی اگر میں جھوٹا ہوتا تو کبھی کا ہلاک ہو گیا ہوتا۔

کلامِ محمود

یہ نظم خاندان نبوت کے درخشندہ گوہر سید محمود کی ہے یہ کئی دنوں سے میرے بستے میں پڑی ہوئی تھی امید ہے ناظرین اس کو پڑھ کر خاص مسرت حاصل کریں گے دیکھئے ہمارے نوجوان دوست کے خیالات کیسے پاکیزہ اور پُرجوش ہیں۔

بابِ رحمت خود بخود پھر تم پر وا ہو جائیگا
جب تمہارا۔ قادرِ مطلق خدا ہو جائیگا

دشمنِ جانی جو ہوگا آشنا ہو جائیگا
بوم بھی ہوگا اگر گھر میں ہما ہو جائیگا

آدمی تقوے سے آخر کیمیا ہو جائیگا
جس مسِ دل سے چھوئیگا وہ طلا ہو جائیگا

جو کہ شمعِ روئے دلبر پر فدا ہو جائیگا
خاک بھی ہوگا تو پھر خاکِ شفا ہو جائیگا

جو کوئی اُس یار کے کوچہ گدا ہو جائیگا
شاہِ دین کا وہی فرمانروا ہو جائیگا

جسکو تم کہتے ہو دیوانہ یارو ہو جائیگا
ایک دن سارے جہان کا پیشوا ہو جائیگا

کفر مٹ جائیگا زور اسلام کا ہو جائیگا
ایک دن حاصل ہمارا مدعا ہو جائیگا

مہدیٔ دوران کا جو خاکپا ہو جائیگا
مہرِ عالم تاب سے روشن سوا ہو جائیگا

جو کوئی تقوے کریگا پیشوا ہو جائیگا
قبلہ رخ ہوتے ہوئے قبلہ نما ہو جائیگا

جس کا مسلک زہد و ذکر و اتقا ہو جائیگا
پنجۂ شیطاں سے وہ بالکل رہا ہو جائیگا

دیکھ لینا ایک دن خواہش بر آئیگی میری
میرا ہر ذرہ محمدؐ پر فدا ہو جائیگا۔

نقشِ پا پر جو محمدؐ کے چلیگا ایکدن
پیروی سے اسکی محبوبِ خدا ہو جائیگا

دیر کرنے میں جو نیکی میں ہے کیا اسکا خیال
موت کی ساعت میں بھی کچھ التوا ہو جائیگا؟

دشمن اسلام جبکہ دیکھیں گے تیری نشان
جاں نکل جائیگی ان کی دم فنا ہو جائیگا

نائبِ خیر الرسل ہوکر کریگا کام یہ
وارثِ تختِ محمدؐ میرزا ہو جائیگا

حکم ربی سے یہ ہے پیچھے پڑا شیطان کے
اس کے ہاتھوں سے اب اس کا فیصلہ ہو جائیگا

اس کی باتوں سے ہی ٹوٹیگا یہ دجالی طلسم
اسکا ہر ہر لفظ موسیٰ کا عصا ہو جائیگا

خاک میں ملکر ملینگے تجھسے یار پاکباز
ورنہ جب حد سے بڑھیگا تو جدا ہو جائیگا

آبِ روحانی سے جب سیراب ہوگا کل جہان
پانی پانی شرم سے اک بے حیا ہو جائیگا

ہیں در مالک پہ بیٹھے ہم لگائے ٹکٹکی
اک کبھی تو نالہ اپنا بھی رسا ہو جائیگا

بلبلا پانی کا ہے انسان نہیں کرتا خیال
ایک ہی صدمہ اٹھاکر وہ ہوا ہو جائیگا

سختیوں سے قوم کی گھبرا نہ ہرگز اے عزیز
کھاکے یہ پتھر تو لعل بے بہا ہو جائیگا

جو کوئی دریائے فکر دین میں ہوگا غوطہ زن
میل اتر جائیگی اُس کی دل صفا ہو جائیگا

قوم کے بغض و عداوت کی نہیں پروا ہمیں
وقت پر کٹ جائیگا فضلِ خدا ہو جائیگا

چھوڑ دو اعمال بد کے ساتھ ہے صحبت بھی تم
زخم سے انگور کر پھر ہرا ہو جائیگا

حق پہ ہم ہیں پاکر یہ جھگڑا ہمیں جھگڑا ہی کیا
فیصلہ اسبات کا روزِ جزا ہو جائیگا

تیرا ہر ہر لفظ اے پیارے مسیحائے زمان
حق کے پیاسوں کے لئے آبِ بقا ہو جائیگا۔

کیوں نہ گرداب ہلاکت سے نکل آئیگی قوم
کشتیٔ دیں کا خدا جب ناخدا ہو جائیگا

کر لو جو کچھ موت کے آنیسے پہلے ہو سکے
تیر چھٹ کر موت کا پھر کیا خطا ہو جائیگا۔

عشقِ مولا دل میں جب محمود ہوگا موجزن
یاد کر اُسدن کو تو پھر کیا سے کیا ہو جائیگا

عیسائیوں کا خدا کون ہے

وہ جو بچہ تھا۔ پیشاب کرتا تھا۔ جسکو یہودیوں نے پکڑ کر سولی پر چڑھا دیا۔

نہیں نہیں بلکہ وہ جسکے مونہہ پر . . . . تھوکا گیا تھا۔ عیسائیوں کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ زانی عورتوں سے زیادہ محبت رکھتا تھا اور ایسی عورتیں اُسپر تیل ملا کرتی تھیں۔

اگر عیسائیوں کے خدا میں یہ نقص نہ ہوتے تو نہ معلوم وہ خدا کا بابا ہوتا یا کیا؟ مجھے افسوس ہے ایسے نادان عیسائی جو ایسے آدمی کو خدا مانتے ہیں اور جن کی عقل اس عقیدہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر اعتراض کرتے ہیں۔

نور افشان مورخہ ۱۲۔جون ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۱۱ پر جو نوٹ ہے کیا یہ اسلئے نوٹ دیا گیا ہے کہ ہم بھی ان کی طرح بیوقوف ہیں کہ یہ تسلیم کر لیتے کہ خدا تعالیٰ کا ایک رسول آسمان پر چڑھ گیا۔ جبکہ ہم مانتے ہیں کہ کوئی رسول آسمان پر نہیں چڑھا۔ کیا ایڈیٹر صاحب نور افشان کو اس نوٹ کی یہ ضرورت پڑی ہے کہ اوس کو افسوس ہوا ہے۔ کہ مہدی مسیح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) دفعتاً فوت ہو گئے۔ اور ہمارے خدا کو تو پھانسی دیا گیا تھا اور مار کھانی پڑی تھی ان کے ساتھ ایسا کیوں نہیں ہوا۔

میں ہوں عیسائیوں کے خدا کو مُردہ ماننے والا
عبد الرحیم از قادیان

مسجد کلاک

مسجد مبارک میں کلاک لگانے کے واسطے جماعت رنگون نے معرفت برادر جناب ابو سعید عربی صاحب مبلغ ۳۰ روپے بذریعہ تار ان ایام میں بھیجے تھے۔ جبکہ ہم لاہور میں تھے۔ چونکہ منی آرڈر یہاں قادیان میں آیا تھا اسواسطے گھڑی کے منگوانے میں دیر ہو گئی۔ گھڑی کے واسطے حسب مشورہ شیخ رحمت اللہ صاحب بمبئی سیٹھ اسمٰعیل آدم کو لکھا گیا۔ چنانچہ وہ گھڑی پہنچ چکی ہے۔ مسجد مبارک میں لگائی جاویگی۔ احباب رنگون کا شکریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے

[illegible]

سب مجھے فکر پڑی ہوئی ہے کہ مین الگ قبلہ بنالون اور نئی شریعت ایجاد کرون۔ ان تہمتون کا جواب بجز لعنۃ اللہ علے الکاذبین اور کیا دون۔ میرا دعوے تو صرف یہ ہے۔ کہ چونکہ دین زندہ ہے اسلئے ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے۔ جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو اور اپنی غیب کی باتین کثرت سے اُسپر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے مگر یہ حقیقی نبوت نہین نباء کا لفظ خود اس پر شاہد ہے۔ انباء کے معنے ہین خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا۔ میرا ہرگز یہ دعوے نہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے الگ ہوکر مین نبی ہون تم جسے مکالمہ الٰہی کہتے ہو ہم اسے نبوت کہہ لیتے ہین یہ لفظی نزاع ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہین۔ لا تقولوا لا نبی بعدہ اگر اسلام مین نبوت۔ (خدا سے الہام و اعلام پانا) نہین تو پھر آپ لوگون کے پاس کوئی ما بہ الامتیاز نہین اور کوئی نصرت الٰہی کا نشان نہین دیکھ سکتے جس باغ مین آبپاشی نہ ہو وہ آخر ویران ہوگا جس دین مین وحی نہین وہ بھی ایک دن تباہ ہوگا حضرت مجدد سرہندی بھی ایسے مکالمہ کے قائل ہین۔ مین کہتا ہون کہ اگر کوئی خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرتا ہے تو اوسے عربی مین نبوت کے سوا اور کیا کہین گے تعجب ہے کہ جب وہی بات پنجابی مین کہی جاوے تو مانتے ہین اور جب پنجابی کی بجائے عربی لفظ اختیار کیا جائے تو نہین مانتے اگر یہ تعصب نہین تو اور کیا ہے۔

اب مین اپنی تقریر کو ختم کرتا ہون صرف اتنا کہنا چاہتا ہون کہ خدا نے ہمین تجدید دین کے لئے بھیجا ہے تا ہم تازہ نشانون کے ساتھ دین کو تازہ کریں - اگر خدا مجھے نہ بھیجتا تو آخر یہ دین بھی دیگر ادیان کیطرح قصون کے رنگ مین رہ جاتا یہ یقیناً سمجھو کہ جو خدا کیطرف سے آتا ہے وہ کبھی نابود نہین ہو سکتا۔

مین دیکھتا ہون ہزارون دشمن ہین جو ہم پر افترا کرتے و بہتان باندھتے ہین اور بجائے اس کے کہ خدا کے مرسل کی تائید کرتے لعنت سے کام لیتے ہین۔ کیا ان کیلئے یہ نشان کافی نہ تھا کہ ایک زمانہ تھا جب میرے ساتھ کوئی بھی نہ تھا اور اب چار لاکھ سے زیادہ میرا مرید ہے اصل بات یہ ہے کہ جب سمجھدار لوگ حق سمجھ لیتے ہین تو دوسرے خود بخود مان جاتے ہین اور جو نہین مانتے وہ ذلیل ہوتے ہین لیظهره علی الدین کلہ کے بھی یہی معنے ہین۔

ان لوگون کے دلون مین نبی کریم صلعم کی ہرگز عزت نہین جو کہتے ہین کہ عیسےٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہے اور ہمارا افضل الانبیاء مکہ مین مدفون ہے۔

اتنا نہین سوچتے کہ اگر وہی عیسیٰ آئے تو پھر تو وہ خاتم الانبیاء ہوگیا اگر کوئی کہے کہ تم بھی نبوت کے مدعی ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ مین ویسا نبی نہین ہون حضرت عیسیٰ علیہ السلام براہ راست خدا کے نبی تھے اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوا سطے اور فیوض سے ہے۔ پھر وہی عیسےٰ کیونکر آسکتا ہے جبکہ سورۃ نور مین جو آیۃ استخلاف ہے اسمین وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم لکھا ہے اور صحیح بخاری مین بھی اماکم منکم ہے پھر عیسےٰ علیہ السلام تو فوت ہو چکے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم انہین معراج کی رات مُردون مین دیکھ چکے جو بہشت مین ہون انہین زندون سے کیا تعلق۔ جس بات پر خدا نے اپنے قول سے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے شہادت دیدی۔ اس سے انکار کرنا دراصل میری تکذیب کرنا نہین۔ مین کیا ہون اور میری تکذیب کیا۔ دراصل یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ باقی رہے الزام جو مجھ پر لگائے جاتے ہین۔ سو ان کی مین تردید کر چکا۔ مجھے تو بار بار افسوس آتا ہے کہ ایک مومن کا بدن تو یہ کہنے سے کانپ جاتا ہے۔ کہ سوا حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں کے مس شیطان سے کوئی پاک نہین کیا آنحضرت صلعم بھی پاک نہ تھے۔ مین ایسے شخص کو مسلمان کیون کر کہوں جب کہ ایک آریہ بھی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوتر نہ تھے سب مجھے تو ان دونون مین کچھ فرق معلوم نہین ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمین تو اپنا رسول پیارا ہے ہم عیسیٰ کو کیا کرین اور اس کی زندگی ہمارے کس مصرف کی جب ہمارا سید و مولیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکا۔ بس یہ بات ہے جس پر ہمین کافر کہا جاتا ہے دجال کہا جاتا ہے اور یہ کہ جو اس کے ساتھ مصافحہ کرے ملاقات کرے وہ بھی کافر ہے مجھے افسوس آتا ہے کہ ان لوگون کا کیا بگاڑا ہے یہی کہ مین کہتا ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہین۔ اور ان کا فیض نبوت قیامت تک جاری ہے

آپ ذرا اپنے بھائیون سے دریافت کرین کہ میری گالیان دکیا ہے جو مجھ سے اس قدر سختی کی جاتی ہے اس قدر گالیان دیتے ہین جو بڑے چوہڑے چمار دن سے بھی سبقت لیگئے ہین انسان بھیڑون کیطرح ہین وہ ریوڑ خطرے مین ہے جس کا کوئی گلہ بان نہین۔ پس مصلح کا وجود ضروری ہے جو پیچیدہ مسائل کو صاف کرے اور دوسرے ادیان پر اتمام حجت۔ دیکھو ایک زمانہ تھا۔ جب پادری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتے کہ انہون نے کوئی معجزہ نہین دکھایا۔ اب یہی پادری ہین کہ ہمارے سامنے نہین آتے حالانکہ ہم ڈنکے کی چوٹ کہہ رہے ہین۔ کہ آؤ اسی نبی کا ایک غلام تمہین معجزہ دکھانے کو تیار ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون کا وعدہ اس بات کا مقتضی ہے کہ خدا ایسا انتظام کرتا کیونکہ اسلام اس وقت بیرونی اندرونی ہر دو حالتون کے اعتبار سے خوش کن نہین کسی شخص کے گھر مین بوٹا ہو تو وہ اسے پانی دیتا ہے پس کیا خدا تعالیٰ اپنے حبیب کے لگائے ہوئے پودے کو یونہی چھوڑ دیتا۔

یاد رکھو کہ اسلام انہی راہون سے ترقی کریگا جن سے اس نے پہلے کی یہ خشک منطق اس کی ترقی کیلئے کسی کام کی نہین۔

اے صاحبان! یہ وہ باتین ہین جن کے لئے خدا نے مجھے بھیجا ہے مین جانتا ہون کہ اس مجلس سے کئی لوگ ایسے اٹھین گے جو وہی دل اور وہی سینہ لئے جاوین گے مگر وہ یاد رکھین کہ آسمانی کاروبار کا مقابلہ کرنا دانشمندی نہین بلکہ اپنے ہاتھون سے اپنے تئین ہلاک کرنا ہے اگر ایک چپڑاسی کی بھی کوئی ہتک کرے تو گورنمنٹ اوس سے سخت بازپرس کرتی ہے۔ تو وہ خدا احکم الحاکمین کی طرف سے آتا ہو اس کو دکھ دینے والے سزاؤن سے محفوظ رہ سکتے ہین

مین سچ سچ کہتا ہون کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہے تو تمہین اس کے خلاف کوشش کرنیکی ضرورت نہین خود بخود بگڑ جائیگا کیونکہ وہ فرما چکا ہے۔ قد خاب من افتری و من اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً الآیۃ جو غیور خدا اپنے پیارے نبی کی نسبت فرماتا ہے کہ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین اگر ہم پر افترا کرتا تو اس کی رگ جان کاٹ دیتے اسیطرح۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میزان الحق بجواب اعلان الحق

جیتا ہے وہ جو مر چکا انسان کے لئے
مرتا بھلا ہے اُس کا جو اپنے لئے جیئے

ناظرین کو معلوم ہو کہ حضرت اقدس مسیح الزمان علیہ السلام نے ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کو ایک رسالہ الوصیۃ نامی شائع کیا ہے جسمیں اپنی وفات کی نسبت مندرجہ ذیل الفاظ الہامات بالتعیر لکھے ہیں۔

(۱) قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ قل میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات شیئا۔ (۲) اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک تموت وانا راض منک جاء وقتک ونبقی لک الایات باھرات جاء وقتک ونبقی لک الایات بینات ... ما توعدون وامّا بنعمت ربک فحدث ... من یتق اللہ ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی یہ ہوگا یہ ہوگا - الی اخرہ الرحیل ثم الرحیل۔

اس کے بعد ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب کو بھی الہام پر الہام ہونے لگے کہ مرزا صاحب میری پیشگوئی کے مطابق فلاں فلاں تاریخ فوت ہو جاوینگے - چنانچہ جب عبد الحکیم خان کا الہام متعلق وفات مرزا صاحب اخبار اہل حدیث میں درج ہوا تو ایڈیٹر صاحب اہلحدیث نے بعد اندراج الہام یہ بھی ساتھ لکھدیا کہ عبد الحکیم کا الہام مرزا صاحب کے الہامات کا موید ہے نہ کہ مخالف - دیکھو اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۲ / اگست ۱۹۰۶ء۔[1]

پھر جب مرزا صاحب مورخہ ۲۶ / مئی ۱۹۰۸ء مطابق اپنے الہامات کے بمقام لاہور فوت ہوئے - تو اس پر ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے ایک مضمون بعنوان اعلان الحق شائع کیا اور بہت بڑے زور شور سے اپنے الہامات پر فخر کیا ہے اور یہ نہیں سوچا کہ جب متوفی کے اپنے الہامات اپنی وفات کے متعلق مدت سے شائع ہو چکے ہیں[2] تو اس کے بعد میرے یا اور کسی قاضی مفتی کے الہامات کی کیا وقعت ہوگی البتہ اگر متوفی کے الہامات کی اشاعت سے پہلے ڈاکٹر یا کسی اور کے الہامات شائع ہو جاتے تو کچھ سوچنے کا مقام ہوتا مگر اب ایسا کون احمق ہوگا جو ان کے الہامات کو پرکاہ کے برابر بھی تصور کریگا - مگر ڈاکٹر صاحب اور ان کے ہم خیال جامہ سے باہر ہو کر بغلیں بجاتے کہتے پھرتے ہیں کہ تو ہماری فتح ہوئی اور اس پر بھی بس نہیں کی بلکہ اعلان الحق کے صفحہ ۹ پر چند اور پیشگوئیوں کے بعد پھر عام مرزائیوں کو یہ اعلان دیا ہے کہ اگر تمام مرزائی میرے ساتھ مقابلہ کریں گے تو سب کے سب ہلاک ہو جاوینگے میرے خیال میں تو ایسے مخبوط الحواس کو دور ہی سے سلام ... مگر چونکہ اس میں عوام کالانعام پر ... مشتبہ ہونیکا اندیشہ ... سلسلہ میں بڑی خوشی سے ڈاکٹر صاحب کے اس اعلان کو قبول کرتا ہوں اور مباہلہ کے لئے تیار ہوں اور یہ بھی یقین کرتا ہوں کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب ... مثیل المسیح اور مہدی دین ... تھے اور ان کے مقابل میں ڈاکٹر عبد الحکیم خان ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابل میں بلعم تھا اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں مسیلمہ کذاب تھا ویسا ہی مرزا صاحب کے مقابلہ میں ڈاکٹر عبد الحکیم خان ہے اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین اور فانتظروا انی معکم من المنتظرین پڑھتے پڑھتے فوت ہو گئے اور مسیلمہ وغیرہ مدعیان الہام زندہ رہ گئے اور عوام اشتباہ میں پڑ کر مرتد ہو گئے تھے وہی معاملہ اب بھی ہے اور یہ قدیم سے سنۃ اللہ ہے کہ ہر مامور اور رہبر کیوقت کچھ ایسے واقعات پیش آجاتے ہیں کہ عوام تذبذب اور تردد میں پڑ جاتے ہیں جیسے کہ مسیح ابن مریم کا واقعہ جو انجیل میں مفصل لکھا ہے اور یہ اسوجہ سے ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکذبین (سورہ عنکبوت) کیا گمان کیا ہے لوگوں نے کہ یہ چھوڑے جاوینگے اتنے ہی پر کہ منہ سے کہدیں ایمان لائے ہم اور وہ نہ آزمائے جاوینگے اور البتہ تحقیق آزمایا تھا ہم نے ان لوگوں کو کہ پہلے ان سے تھے - پس البتہ ظاہر کر دیگا - ... ان لوگوں کو کہ سچ بولے ہیں اور البتہ ظاہر کر دیگا جھوٹوں کو - اور ممکن ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے الہامات پر غرہ ہو کر اپنے پہلو کچھ کا کچھ سمجھ کر میرے ساتھ مباہلہ منظور نہ کریں اسلئے میں صرف انکی اطلاع کی غرض سے چند اپنے الہامات یہاں لکھدیتا ہوں تاکہ انکو معلوم ہو جائے کہ وہ مجھ ناچیز سے کس بات میں فوقیت رکھتے ہیں۔

(۱) الہام مورخہ ۱۷ / اکتوبر ۱۹۰۵ء یٰعیسی ابن مریم ھل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء (۲) یٰسین والقراٰن الحکیم - انک لمن المرسلین علیٰ صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم - لتنذر قوما ما انذر اباؤھم فھم غافلون لقد حق القول علیٰ اکثرھم فھم لا یؤمنون الی مال لا اعبد الذی (۳) موسیٰ علیہ السلام (۴) انی مع سلیمان (۵) ولی ... اللہ الرسول (۶) پھیل گیا تاثیر یا ابراہیم (۷) امیر المومنین محمد یحییٰ (۸) ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک۔

خواب مورخہ ۱۰ / مئی ۱۹۰۶ء دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور اس میں میرے نام ایک خط درج ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اسے محمد یحییٰ تجھ کو معلوم ہو کہ الہامات کے مثال ایک بڑے ریگستان کی سی ہے[3] اور اس ریگستان کے بیابان میں بہت ہی سنبھل کر قدم رکھنا چاہیئے تم کو معلوم ہے کہ صاحبزادہ عبد اللطیف اسی بیابان میں یک لخت جان قربان کر کے منزل مقصود کو پہونچ گیا اور وہ دوسرا (عبد الحکیم) ہلاک ہو گیا پس تم کو چاہیئے کہ جسطرح ممکن ہو اس میدان میں ہوش سے چلو تا ہلاک نہ ہو جاؤ - تمت بالخیر راقم اللہ - اس کے بعد چند روز تک میری حالت جو ہوئی اس کی تحریک یہاں ضرورت نہیں اور الہامات ۲ و ۹ پورے ہو چکے ہیں ایک میں چند مخالفین کی ہلاکت کا اشارہ تھا اور دوسرے میں قادیان میں بیماری آنے کا اشارہ تھا۔ باقی القاب وخطاب جو ان الہامات میں میری نسبت ہیں ان کی تاویل جو ڈاکٹر نے اپنے الہامات میں کی ہے وہ ہی میرے لئے کافی ہے[4] - اور اگر میں اپنے سب الہامات ورویاء تحریر

---

[1] اہلحدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں - حقیقت میں عبد الحکیم خان کا الہام مرزا صاحب کی تائید میں ہے وہ بھی تو اپنی موت کو قریب ... مقبرہ کی وصیت کر چکے ہیں۔ مختصراً

[2] ڈاکٹر نے یہ بڑا غضب کیا ہے کہ اپنے توہمات تو لکھدئے اور حضرت مرزا صاحب کے الہامات متعلق وفات آپ نے نہیں لکھے -

[3] میرے خیال میں الہامات کو ریگستان سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ ریگستان میں اکثر راستہ گم ہو جایا کرتا ہے - محمد یحییٰ

[4] جب اللہ کریم کسی مومن کا نام مسیح یا محمد یا ابراہیم یا عیسیٰ یا موسیٰ رکھتا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس کو ان کی سعادت اور برکت سے حصہ مل جائیگا مختصراً ماخوذ از رسالہ عبد الحکیم خان۔

کردن جو اکثر پورے ہو چکے ہیں اور بعض باقی ہیں تو ڈاکٹر صاحب کو سخت ندامت ہوگی اور وہ یقین کرینگے کہ ان کی مثال اس چوہے کیطرح ہے کہ جو صرف ایک ہلدی کی بیخ سلنے پر پنساری بن بیٹھا تھا اور میں ملفاً تحریر کرتا ہوں کہ دو دفعہ دیدار خداتعالے کا بھی نصیب ہوا ایک دفعہ بذریعہ خواب اور دوسری دفعہ بحالت کشف دیکھا کہ چند مخالفین مرزا صاحب کی توہین کررہے ہیں اور خداتعالے نے ان مخالفین کو مخاطب کرکے سبابہ انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ فاذنوا بحرب من اللہ جو چند روز میں یکے بعد دیگرے سب کے سب ہلاک ہوگئے۔ اور صرف ایک اون میں سے سخت بیمار اور مصائب کے بعد تائب ہوکر صحتیاب ہوا۔ خدا شاہد حال ہے کہ جب اپنے گریبان میں منہ ڈالتا ہوں تو ان الہامات کو قلم لکھنے سے رک جاتا ہے مگر صرف ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کی خاطر مجبوراً لکھدئے گئے ہیں تاکہ اون کو معلوم ہو جاوے کہ مقابل اون سے بڑھکر ملہم ہونے کا مدعی ہے۔

اب ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کو چاہیئے کہ جسوقت میرا اشتہار اون کو پہونچے فوراً اپنا مضمون مباہلہ چھاپکر بذریعہ رجسٹری چند پرچے میرے پاس بھیجدیں پھر اس کے بعد میں بھی اپنا مضمون مباہلہ چھاپ کر چند پرچے ان کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیجدونگا۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ جو میعاد یا صورت ہلاکت یا عذاب ڈاکٹر صاحب مقرر فرماوینگے مجھے منظور ہوگی بشرطیکہ طرفین کے لئے مساوات ہو

اب آپکا کوئی حق نہیں ہے کہ جبتک میرے ساتھ فیصلہ نہ ہووے آپ کسی اور احمدی کو مخاطب کریں۔ ڈاکٹر صاحب کو معلوم ہے کہ مجھے اون سے کوئی ذاتی رنجیدگی نہیں ہے مگر چونکہ ڈاکٹر صاحب نے خود ہی تمام مرزائیوں کو اپنے مباہلے سے ڈرایا ہے اور سکوت میں التباس حق .. ... کا اندیشہ ہے۔ اسلئے میں نے بھی بالمقابل اعلان دیدیا ہے کہ اگر ڈاکٹر صاحب واقعی مسیح ابن مریم ہوکر دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنے آئے ہیں اور مرزائی جیسا کہ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں گمراہ ہیں تو میں بھی ہلاک ہوجاؤنگا اور ڈاکٹر صاحب کی مسیحیت پہلے سے زیادہ متیقن ہوجاویگی۔ امید کہ ڈاکٹر صاحب اب اس مقابلہ میں تاخیر نفرمائینگے تاکہ مرزائیوں کا خاتمہ ہوکر آپکے مسیحیت کا علم بلند ہوجائے آپکے رسالہ کانا دجال کا میں نے رد بھی لکھدیا ہے مگر جب مباہلہ سے خود فیصلہ ہوجائیگا اسلئے اس کا طبع کرانا ملتوی کردیا گیا ہے کیونکہ اس مباہلہ میں اگر میں مرگیا تو میری تحریر بھی خود ہی رد ہوجاویگی خواہ آپ زر سے کیوں نہ چھپی ہو۔ اگر خداتعالے نے آپ مسیح ... بنادیا تو پھر آپکی مسیحیت کے مقابل میں سے کوئی تحریر ہی نہ ہوگی ... رد ہو جاوینگی اب علمی مقابلہ کی ضرورت نہیں ہے اب آسمانی ہائیکورٹ سے فیصلہ کی ضرورت ہے۔

الراقم

محمد یمین احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ داتہ ضلع ہزارہ۔

سراج الاخبار کے اعتراض کا جواب

بدر میں حضرت خلیفۃ المہدی کی زبانی لکھا گیا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کی مفاتیح کا ذکر فرمایا مگر آپنے وہ چابیاں نہ دیکھیں اور چلدئے اسپر سراج لکھتا ہے کہ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم کنزالعمال ... ... سے وہ حدیث بعینہ نقل کرتے ہیں۔

کتاب الغزوات من قسم الافعال جز ۵ ۲۷۸

عن البراء بن عازب قال لما کان حیث امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحفر الخندق عرضت لنا فی بعض الخندق صخرۃ عظیمۃ شدیدۃ لا تاخذ منہا المعاول فاشتکینا ذلک الی رسول اللہ صلعم فجاء رسول اللہ صلعم فلما رای ھا القی ثوبہ واخذ المعول فقال بسم اللہ ثم ضرب ضربۃ فکسر ثلثھا وقال اللہ اکبر اعطیتُ مفاتیح الشام واللہ انی لابصر قصورھا الحمر الساعۃ ثم ضرب الثانیۃ فقطع الثلث الاخر فقال اللہ اکبر اعطیتُ مفاتیح فارس واللہ انی لابصر قصور المدائن الابیض ثم ضرب الثالثۃ وقال بسم اللہ فقطع بقیۃ الحجر وقال اللہ اکبر اعطیتُ مفاتیح الیمن واللہ انی لابصر ابواب صنعاء من مکانی ھذا الساعۃ

پھر فتح الباری میں بھی حدیث باسناد حسن مندرج ہے اس کو پڑھ لینے کے بعد معلوم ہوسکتا ہے کہ آپنے فرمایا کہ مجھے شام۔ فارس۔ یمن کے خزائن کی چابیاں دی گئیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا آپنے پائیں؟ اس کے جواب میں معترض کا قول نقل کیا جاتا ہے۔

"شہر مدائن جو دار الخلافہ خاندان کسریٰ کا تھا خود حضرت عمر میں سعد بن ابی وقاص جنرل کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ اور یزدجرد شاہ خاندان کسریٰ شہر چھوڑ کر بھاگ گیا اور قصر ابیض کا سب خزانہ اہل اسلام کے قبضہ میں آیا اور شام کو حضرت عبیدہ بن الجراح نے فتح کیا۔ اور یہ احادیث نقل کی ہیں کہ لتفتحن عصابۃ من المسلمین کنز آل کسریٰ الذی فی الابیض اور اذا ھلک کسریٰ فلا یکون کسریٰ بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ۔ والذی نفس محمد بیدہ لتقسمن کنوزھما فی سبیل اللہ۔ یہ ہمارے خلاف نہیں کیونکہ ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی کریم صلعم کے بعد ہی ہوگا بلکہ یہ حدیثیں اپنی ظاہری منطوق کے لحاظ سے یہ کہہ رہی ہیں کہ سب کچھ نبی اکرم صلعم کے سامنے ہوگا۔ دوم۔ یہ دیکھنا چاہیئے کہ اصل پیشگوئی جو فرمائی گئی ہے۔ وہ تو "اعطیت" سے ہے اب اس کی تفسیر ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ لتفتحن عصابۃ من المسلمین اور لتقسمن کنوزھما۔ جس سے ثابت ہوا کہ نبی کی ذات خاص سے وعدہ ہو تو ضروری نہیں کہ اس کی زندگی ہی میں پورا ہو بلکہ بعد میں اس کے خلیفہ کے ہاتھ پر بھی ہوسکتا ہے۔

دوسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ موسےٰ علیہ السلام کو ملک شام پہنچانے کا کوئی وعدہ نہ تھا۔ توریت میں سے جو حوالہ دیا گیا ہے وہ بھی ہمارے خلاف نہیں کیونکہ اس میں لکھا ہے "میں نے تجھے دیا۔ کہ تو اسے اپنی آنکھوں سے دیکھے" آپ "تجھے دیا" پر غور کریں۔ کیونکہ ہمارا سوال یہ ہے کہ موسےٰ علیہ السلام کو وہ ملک ملا؟ کیا انہوں نے اپنی آنکھ سے اسے دیکھا بے شک اس کے آگے ہے "پر تو اس پار جاکر اس میں داخل نہ ہوگا" مگر داخل نہ ہونے نہ دیکھنے کا نقیض تو نہیں داخل نہ ہوتے۔ مگر دیکھ تو لیتے۔ پھر جب قرآن مجید میں صاف موجود ہے یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین یہاں کتب اللہ لکم صاف ظاہر کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں کے لئے وہ زمین لکھی گئی تھی مگر وہ تو موسیٰ اسی جنگل میں مرگئے پس ہمارا مدعا ثابت ہو گیا جو یہ ہے کہ جس سے وعدہ کیا جائے اسی کو ملنا ضروری نہیں۔

اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ گالیاں ہیں جن کا جواب ہم "سلام" سے دیتے ہیں۔ (اکمل)

ہمارے معصر
(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۲۶ مئی کی صبح کو لاہور مین انتقال فرمایا - انا للہ و انا الیہ راجعون مرحوم ضلع گورداسپور کے ایک معزز خاندان کے رکن تہے ہمین ان کے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضے صاحب اور اون کے بڑے بہائی مرزا غلام قادر مرحوم سے بہی تعارف کی عزت حاصل تہی - مرزا غلام مرتضے صاحب اعلی پایہ کے طبیب بہی تھے - رئیس بہی تھے اور صاحب رسوخ بہی تھے چنانچہ مفسدہ ۱۸۵۷ء مین آپنے گورمنٹ کو کسی قدر فوجی امداد بہی دی تہی - مرزا غلام قادر صاحب کو جب ہم نے دیکھا وہ سپرنٹنڈنٹ دفتر فارسی ضلع گورداسپور تھے۔

مرزا غلام احمد صاحب سنہ ۱۸۶۰ء یا سنہ ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ مین محرر تھی اس وقت آپکی عمر ۲۲-۲۴ سال کی ہوگی اور ہم چشمدید شہادت سے کہہ سکتے ہین کہ جوانی مین بہی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات مین صرف ہوتا تہا - عوام سے کم ملتے تہے -
۱۸۷۷ء مین ہمین ایک شب قادیان مین آپکے یہان مہمانی کی عزت حاصل ہوئی ان دنون بہی آپ عبادت اور وظائف مین اس قدر محو و مستغرق تھے کہ مہمانون سے بہی بہت کم گفتگو کرتے تھے ۱۸۸۱ء یا ۱۸۸۲ء مین آپنے براہین احمدیہ کی تصنیف کا اعلان دیا اور ہم اس کتاب کے اول خریدارون مین سے تہے لیکن افسوس کہ مرزا صاحب کی عمر تمام ہوگئی اور کتاب ناتمام رہی - ۱۸۹۲ء کے قریب جب ہم کشمیر مین افسر محکمہ ڈاک و تار تھے - تو ہم نے سنا کہ آپنے مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا جس پر وہ اخیر عمر تک قائم رہے بلکہ پچھلے پانچ چار سال مین آپنے سری کرشن مہاراج کا اوتار ہونے کا اعلان بہی دیا - ہم بارہا کہہ چکے ہین اور پہر کہتے ہین کہ آپکے دعاوی خواہ دماغی استغراق کا نتیجہ ہون مگر آپ بناوٹ اور افترا سے بری تھے مسیح موعود یا کرشن کا اوتار ہونے کے دعاوی جو آپنے کئے ان کو ہم ایسا ہی خیال کرتے ہین جیسا کہ منصور کا دعوے[2] انا الحق تھا - مولوی نورالدین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب جیسے عالم و فاضل بزرگ اور خواجہ جمال الدین بی - اے اور خواجہ کمال الدین بی - اے اور مولوی محمد علی صاحب ایم - اے جیسے نئی روشنی کے تعلیم یافتہ اصحاب ان کے مریدان باصفا کے حلقہ مین ہین - گو ہمین ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل اور معتقد ہونے کی عزت حاصل ہوئی مگر ہم اونکو ایک پکا مسلمان سمجھتے تھے - ہم نے ایک بار اپکی خدمت مین ایک عریضہ لکھا تہا کہ اگر ان بحثون کو جو غیر ہم مذہبون یا غیر مذہبون سے کیجاتی ہین چھوڑ کر آپ اپنی زندگی مین قرآن مجید کی ایک تفسیر[3] لکھ جائین اور سر سید مرحوم کی فنڈ کی تائید کر کے علیگڈہ کالج کو یونیورسٹی تک پہنچا جائین تو آپکے یہی دو نون دینی اور دنیاوی کام اعجاز مسیحائی سے کم نہونگے اسپر مولوی عبدالکریم نے ہمین لکھا کہ حضرت اقدس آپکو قادیان مین بلاتے ہین مگر افسوس کہ ہم وہان تک پہنچ نہ سکے۔

مرزا صاحب اپنے بزرگون کی طرح گورمنٹ انگریزی کی پوری وفادار رعایا - اور تمام ملکی بہی خواہون کیطرح ہندؤن اور مسلمانون کے باہمی اتفاق کے خواہان تہے چنانچہ اپنے آخری وقت پر لاہور آکر بہت سے اراکین قوم ہنود سے اس غرض کیلیے بہی ملتے رہے - (زمیندار)

---

[1] کتاب کمل ہے - [2] منصور اور دیگر انبیاء کے دعوی مین جو مابہ الامتیاز ہے وہ بتائیں [3] آپ کسی امام کا نام بتائیں جس نے تمام قرآن کی تفسیر لکھی ہو -

[?] خدا کے مامور مشورون کی ماتحت نہیں ہوتے -

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح و دیگر بزرگان ملت اپنے اپنے منصبی کام میں سرگرمی سے مصروف ہین - اللہ تعالی اُن کی روح القدس سے تائید کرے -

درس قرآن - حقائق آگاہ سید سرور شاہ صاحب فرماتے ہین مولانا کا طرز بیان نہایت دلچسپ اور وسیع واقع ہوا ہے آپکو اللہ تعالی نے قرآن مجید کے ربط - اور فصاحت و بلاغت کے بارہ مین ایک خاص علم دیا ہے قادیان مین رہنے والے احباب کو قرآن سیکھنے کے لئے نہایت عمدہ موقعہ ہے مولانا صاحب نہایت باقاعدہ درس دیتے ہین پہلے الفاظ کی تشریح فرماتے ہین پہر آیۃ کے معنے بیان کرتے ہین پہر دوسری آیات سے اس کا ربط بتاتے ہین اور مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہین اگر اول سے آخر تک توجہ رکہی جائے تو معلومات مین بہت سی ترقی ہو سکتی ہے -

ریویو - انشاء اللہ چند دنون تک شائع ہو جائیگا اور احمدی احباب حضرت علامہ ادر فاضل امروہی اور مولانا محمد علی صاحبان کے مضمون دربارہ وفات مسیح موعود پڑہکر ایمانون مین ایک خاص تقویت حاصل کرینگے -

اس ہفتے مین بہت سے احباب دہلی - علیگڈہ - میرٹھ آگرہ وغیرہ مقامات سے تشریف لائے - بیعت کا سلسلہ بڑے زور سے جاری ہے - اور کئی نئے آدمی بیعت کر رہے ہین - اللہم زد فزد -

مخدومی ایڈیٹر صاحب بدر ۲۰ - جون بمعہ تشریف لیگئے ہین -

اطلاع | ~~۱~~ کرنال مین باقاعدہ طور پر انجمن احمدیہ قائم ہوگئی ہے اس واسطے ضلع کرنال کے تمام احمدی احباب کی خدمت مین لکھا جاتا ہے کہ وہ چودہری غلام مرتضے صاحب میر مجلس انجمن احمدیہ سے خط و کتابت کر کے اپنے اپنے شہر اور گاؤن مین ضلع کرنال کے انجمن احمدیہ کے ماتحت شاخین قائم کرین اور اپنے سلسلہ کے تعلقات کو بڑہا دین - والسلام

اسسٹنٹ سکرٹری

جلسہ انجمن احمدیہ پٹیالہ یہان تو خدا کے فضل سے ہر جمعہ کے ادائیگی کے بعد انجمن کا اجلاس ہوتا ہے جسمین انجمن کی بہبودی کی تجاویز سوچی جاتین اور کبہی ایک امور مشورہ سے طے کئے جاتے اور اخبارین وغیرہ پڑہی اور سنائی جاتی ہین نیز ہر روز مرہ بلاناغہ مسجد احمدیہ واقعہ ڈہک بازار مین درس قرآن شریف دیا جاتا ہے مگر آج تاریخ ۱۴ - ماہ جون ۱۹۰۸ء بعد آئیۃ بوقت ۸ بجے صبح حکیم شیخ محمد عباد اللہ صاحب کے بیرونی مکان پر (جو بر لب سڑک واقع ہے) ایک عام جلسہ منعقد کیا گیا جسمین جمیع احباب انجمن شامل ہوئے اور بعض دیگر غیر احمدی اور بعض ہنود اور سکھ صاحبان بہی موجود تھے اولاً مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے قرآن شریف کا وعظ فرمایا بعد ازان حضرت مسیح موعود کے محامد و محاسن نہایت احسن طریقہ سے بیان فرمائے اور حضور اقدس کی پاک زندگی کے حالات اور خدمات دین کا اظہار فرمایا - اور ان مخالفون کی جو آجکل مدعی الہام بن رہے ہین کافی اور شافی تردید کی مولویصاحب کا وجود جماعت پٹیالہ کے لئے اللہ تعالی کی ایک رحمت ہے بعد ازان مولویصاحب ممدوح نے حضرت مسیح موعود کی الوصیۃ اول سے اخیر تک پڑہکر سنائی جس رقیق القلبی کے ساتھ جماعت نے اپنے پیارے امام کی وصیت سنی وہ انہین سے پوچھنے کے قابل ہے - ازان بعد مولوی شیخ عبد الصمد صاحب سالم نے حضرت اقدس کی نعت مین اور مخالفین [illegible] نظم پڑھی [illegible] - محمد [illegible] سکرٹری انجمن پٹیالہ

دفتر بدر قادیان سے طلب کرو

ظہور المسیح یہ ۱۴۰ صفحے کی کتاب اکمل صاحب کی تصنیف ہے۔ اس میں مسیح موسوی کی وفات اور مسیح محمدی کی صداقت کو عالمانہ رنگ میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے اور اسے لکھتے وقت مخالف کتابوں مثل سیف چشتیائی۔ درہ درانی۔ غایت المقصود کو زیر نظر رکھ لیا گیا ہے۔ آیتہ وعد اللہ الذین امنوا منکم (سورہ نور) کی تفسیر بطور ضمیمہ خصوصیت سے قابل دید ہے۔ عجیب عجیب نکات ہیں۔ مخدوم الملتہ مولانا عبد الکریم نے اس کتاب کی نسبت لکھا ہے کہ

میں پڑھتے پڑھتے دل سے تواجد اور ترانہ ہمی کو

ضبط نہیں کرسکتا۔ قیمت صرف ۸ رکر دیگئی ہے۔

براہین احمدیہ

یہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی سب سے پہلی تصنیف ہے جس نے اسلام کی صداقت کی دھاک عالم پر بٹھادی۔ اسی میں وہ الہامات ہیں جو آج پورے ہوکر دشمنوں کے ازدیاد ایمان اور مخالف پر حجت کے قیام کا موجب ہو رہے ہیں۔ تقریباً ۶۰۰ صفحے کے ڈیمی کاغذ پر نہایت خوشخط اعلےٰ چھپی ہوئی کتاب بے جلد بجائے پچیس روپئے (۲۵) کے ۴ اور مجلد بجائے چھ روپے کے تین روپیہ میں دی جاتی ہے۔ یہ موقعہ پھر نہ ملیگا۔ بلد منگوادو۔

درثمین حضرت اقدس کی تمام نظموں کا (جو کہ پتھر سے پتھر دل کو موم کردیتی ہیں) مجموعہ مجلد ۸ رکی بجائے ۴ اور بے جلد بجائے ۶ ر کے ۳

سری نہہ کلنک اوتار کلنکی اوتار کے ظہور کے بارہ میں یہ کتاب شیخ عبد الصمد صاحب ساکن مور (ریاست پٹیالہ) نے تصنیف کی ہے۔ بہت عمدہ و مفید ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر رسالہ ہے ان کی صداقت بدلائل و براہین ثابت کی گئی ہے۔ حجم ۱۷۲ صفحے قیمت ۸ ر۔ احباب جلدی منگوائیں

درشن لیلا ہندی نظم۔ منظومہ ماسٹر عبد الرحیم صاحب نہایت عجیب و دلچسپ۔ جسمین لیکھرام کی ہلاکت اور حضرت مسیح موعود کرشن اوتار کی صداقت کا ذکر ہے قیمت ۱۰ ر

سر الشہادتین مصنفہ مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہوی۔ سورہ یٰسین سے پیشگوئی کے رنگ میں صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کابلی کی شہادت کے واقعات ثابت کئے ہیں نہایت لطیف کتاب ہے اس کے نکات روپے کو بھی گراں نہیں۔ قیمۃ ۱ ر

غلامی اور عصمت انبیاء ریویو آف ریلیجنز کے متفرق مضامین شیخ احمد دین صاحب پنشنر ہیڈ نقشہ نویس پشاور نے بہ اجازت صدر انجمن احمدیہ قادیان بہت عمدہ چھپوا کر اس کارخانہ میں برائے فروخت ارسال کئے ہیں۔ متفرق مضامین کو یکجائی طور پر بہت عمدگی سے جمع کیا گیا ہے قیمت غلامی ۳ ر۔ عصمت انبیاء ۷ ر

جنگ مقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور عبد اللہ آتھم کا مباحثہ جسمیں ہمارے امام نے صرف قرآن مجید سے موجودہ عیسائی مذہب کا ابطال کیا ہے۔ قیمۃ ۸ ر

حیرت کی حیرانی مسیح موعود کی تائید اور مرزا حیرت دہلوی کی تردید میں نہایت دلچسپ خود حیرت کی عبارتوں سے اس کے کلام کا تناقض ثابت کر کے اُسے نادم کیا گیا ہے۔

اسلام کی پہلی کتاب احمدی بچوں کے لئے اردو میں مدلل کتاب ہے جسمیں سلسلہ احمدیہ کے عقاید کی صداقت کو ثابت کیا گیا ہے اور مخالفین کے اعتراضوں کا جواب قیمتہ ۴ ر

فتح دین یہ کتاب پنجابی نظم میں ہے وفات مسیح کا بیان نہایت عمدہ۔ قیمت ۴ ر

مجموعہ فتاویٰ احمدیہ کی خاص رعایت

یہ وہی مفید عام فقہ احمدی کی کتاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان و قلم سے نکلی ہے جسکی فہرست مضامین اخبار الحکم ۲۴ جنوری و بدر مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۰۸ء میں شائع ہو چکی ہے ہر احمدی کے پاس ہونی چاہیئے۔ قیمت ایک نسخہ کامل یعنے ہر سہ جلد ۱ ر اور محصول ۳ ر ہے لیکن ملکر کامل چار نسخہ خریدنیوالے کو محصول معاف اور جو نسخہ کامل کے خریداروں کو بھی معاف اور تیسری جلد مجموعہ فتاویٰ احمدیہ کی ہر ایک ایسے خریدار کو مفت ملیگی مجموعہ فتاویٰ احمدیہ کے ملنے کا پتہ۔

المشتہر

مولوی محمد فضل خان احمدی ڈاکخانہ و مقام چنگا بنگیال تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

سفرنامہ کشمیر

تمام اخبارات بالاتفاق تسلیم کر چکے ہیں کہ ۱۹۰۷ء کے علمی تحفوں میں سفرنامہ کشمیر ایک لاجواب اور دلخوش کن تحفہ ہے کشمیر کے متعلق آج تک کوئی کتاب اردو زبان میں بطور سفرنامہ کشمیر تصنیف نہیں ہوئی جن لوگوں کو کشمیر کی سیاحت۔ اس کے رسم و رواج۔ باشندوں کے حالات اور اس کی قدرتی دلچسپیوں سے حظ اٹھانے کا شوق ہو وہ اسے ضرور منگوائیں۔ اکثر علم دوست اور شوقین حضرات جو اس سال کشمیر گئے ہیں سفرنامہ کی ایک ایک جلد بھی بطور رہنما ساتھ لے گئے ہیں۔ کاغذ لکھائی۔ چھپائی سب عمدہ۔ حجم یک صد صفحہ۔ قیمت معہ خرچ ڈاک ۸ ر

المشتہر

مینجر کشمیری میگزین۔ لاہور

۱۷ اگست ۱۹۰۸ء

کا انتظار اس لئے بے تابی سے کیا جارہا ہے کہ لاہور کا مشہور پولٹیکل اور صلح کل اخبار پنجہ فولاد اپنے قدردانوں کے اصرار سے دوبارہ جاری ہونیوالا ہے اس اخبار کے اجرا کے دو بڑے اغراض مقصد ہیں۔ پبلک کی شکایات اور ان کے ساتھ گورنمنٹ کے کانوں تک پہنچانا اور ہندو و مسلمان کے اتحاد و اتفاق کا ساعی ہونا جو لوگ پنجہ فولاد کی تحریروں سے واقف ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ اخبار کس آزادی اور متانت اور مناسب نکتہ چینی کے ساتھ گورنمنٹ اور پبلک کی خدمت بجالاتا رہا ہے قیمت سالانہ ۴ ہے۔ درخواست جلد بھیجیے تاکہ محبان وطن کے حالات کا سلسلہ جو اخبار کے ساتھ لازمی طور پر شائع ہوا کریگا۔ شروع ہی سے آپکے پاس پہونچتا رہے۔

المشتہر

مینجر اخبار پنجہ فولاد۔ لاہور

نظم مستورات } مستورات کے لئے ہے پر ۱۰ ر

کامن احمدی } (الاولاد) قیمت ۱۰ ر

آنہ ڈکشنری } طالب علموں کیلئے بہت مفید ہے قیمت ۱ ر

کامن احمدی } قیمت ۱۰ ر

ہمیرا۔ میرا احمد نور مہاجر کابلی سے ہاجر روپے تولے کے حساب سے منگوائیے

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پرد ایرائٹر کے لئے چھاپا گیا۔